اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

تسکینِ قلبِ حسینؑ

سکینہ سلام اللہ علیہا

بنت الحسینؑ

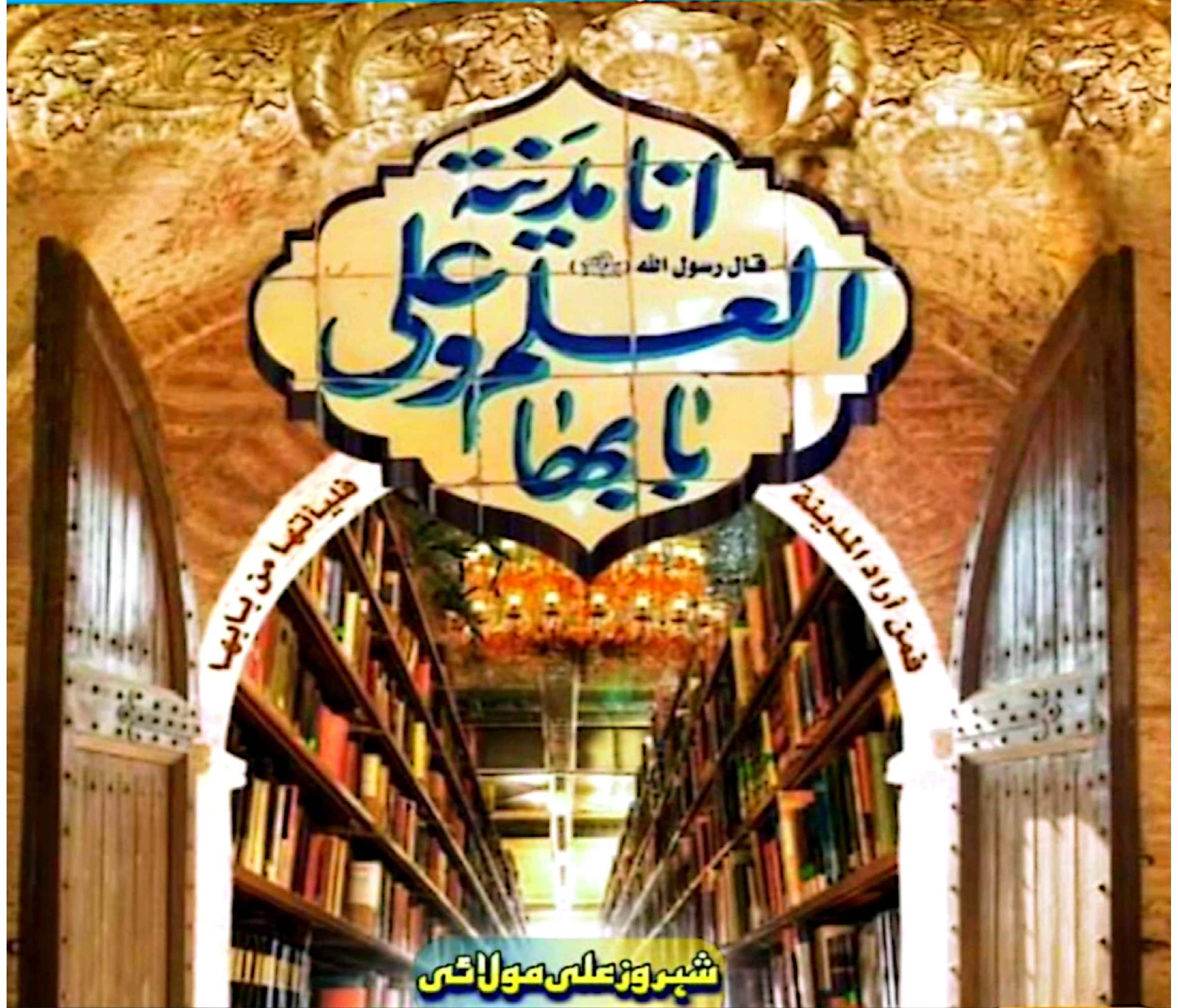
ابوالفصاحت

علامہ غضنفر عباس تونسوی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاعلی(ص)مدد

بابُ العِلم لائبریری



منجانب

شہروز علی مولائی

WHATSAPP:
03306284348

جو مؤمنین ہمارے گروپ میں ایڈ(شامل) ہونا چاہتے ہیں۔
تو دیئے گئے نمبر پر رابطہ(میسج) کریں۔

تسکینِ قلبِ حسینؑ

سکینہ سلام اللہ علیہا

بنت الحسینؑ

تسکین قلب حسینؑ

نام کتاب	سکینہ بنت الحسینؑ
مجموعہ تقاریر	علامہ غضنفر عباس تونسوی بہاولپور
پیشکش	سگِ در بتولؑ
اہتمام اشاعت	مخدوم سید فخر امام کاظمی
ٹائٹل ڈیزائنگ	Murshad Graphics
کمپوزنگ	Khushi Graphics
سن اشاعت	مئی 2014ء
ہدیہ	-/250 روپے
ناشر	بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات

ملنے کا پتہ

☆ افتخار بک ڈپو لاہور۔ القائم بک ڈپو چکوال۔ ☆ رحمت اللہ بک ایجنسی میٹھادر کراچی

☆ القائم بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور۔ ☆ اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علیؑ حیدر آباد

☆ ضامن بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور۔ ☆ محفوظ بک ڈپو مارٹن روڈ کراچی۔

☆ محسن چوہان بک ڈپو دربار بی بی پاک دامن لاہور۔ ☆ مکتبہ صاحبُ الزمانؑ گجرات

☆ العباس کتب لائبریری روکھڑی ضلع میانوالی۔ ☆ مکتبہ علویہ رضویہ سوسائٹی کراچی

☆ بخاری بک ڈپو کروڑ لعل عیسن 0306-8668516

فہرست مضامین

عرضِ ناشر	4
مجلس نمبر 1	5
مجلس نمبر 2	27
مجلس نمبر 3	48
مجلس نمبر 4	70
مجلس نمبر 5	98
مجلس نمبر 6	120
مجلس نمبر 7	147
دُعائے ظہور	192

عرضِ ناشر

مشکل کُشا علیؑ مدد

یا علیؑ مدد

بقیۃ اللہ پبلی کیشنز کو فخر ہے کہ اس نے علمی و قلمی قحط کے زمانے میں اپنے بے انداز کم وسائل کے باوجود عقیدے کے تحفظ کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے۔

علامہ غضنفر عباس تونسوی آف بہاولپور کا نام کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ہر علی ولی اللہ پڑھنے والا علامہ صاحب کا دیوانہ ہے۔ جن موضوعات پر تیغِ بے نیام علامہ غضنفر عباس تونسوی صاحب نے عشرے پڑھے ہیں اور پڑھ رہے ہیں کوئی بھی نہیں پڑھ رہا۔

ہمارا مقصد صِرف اِتنا ہی ہے کہ جو مومنین یہ موضوع نہیں سُن سکے وہ اِس کو کتاب کی شکل میں لے کر اِستفادہ حاصل کر سکیں۔

ہر چند کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب معیاری بنے اور مشینی غلطیوں سے پاک رہے۔ اگر معزز قارئین کو اِس کتاب میں کوئی کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں۔ ہم انتہائی شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے۔



مجلس نمبر 1:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ ہے کہ بات شروع کی جائے۔ !

مَیں چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں کہ اس ذات پاک پر ایک کتاب لکھی ہوئی دِکھا دو، ایک بھی نہیں، دو رِسالے لکھے گئے ہیں۔ پچاس، ساٹھ صفحات کے چھوٹے چھوٹے اور اس میں بھی اگر ساٹھ صفحے کا رسالہ ہے نا تو اُس میں پچاس صفحات اِس پر بھرے گئے ہیں کہ بی بیؑ کا بابا کون ہے،

بی بیؑ کا دادا کون ہے،

بی بیؑ کا پردادا کون ہے۔

خاندان کون ہے۔

ماں کون ہے۔

دس صفحے بھی بی بیؑ پر نہیں بنتے اور ان دس صفحوں میں بھی 9 صفحات مصائب پر ہیں۔ یہ آپ کا خادم جانتا ہے کہ اس دشتِ تحقیق کے کتنے صحراء عبور کیے مَیں نے ۔لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں وَرق اُلٹنے کے بعد کوئی جملہ کسی کتاب سے مِلتا ہے ۔کوئی کسی کتاب سے، کوئی کہاں سے، کوئی کہاں سے اور وہ مَیں نے جوڑ جوڑ کے آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ پس اِتنی توقع آپ سے ضرور رکھوں گا کہ مجھے کسی بھی موقع پر یہ احساس نہ ہونے دینا کہ مَیں نے عِلم کی منڈی بے محل سجائی۔

قرآن میں ''سکینہ'' کا لفظ چھ دفعہ آیا۔

ایک دفعہ سورہ بقرہ میں

دو دفعہ سورہ توبہ میں۔(سورہ توبہ آیت 26، 40)

تین دفعہ سورہ فتح میں۔(سورہ فتح آیت 26)

'' سکینہ ''

اس کی سکینہ

دو دفعہ مطلقاً نکرہ کے ساتھ آیا۔

سَکِیْنَہ۔

ایک دفعہ معرفہ کے ساتھ، الف لام کے ساتھ آیا۔

السکینہ (سورہ فتح آیت 4)

یہ قرآن دعویٰ کرتا ہے:۔

لا رطب ولا یابس فی کتاب مبین

(سورہ انعام، آیت 59)

ہر خشک وتر ذِکر مجھ میں ہے

لا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی کتاب مبین

(سورہ یونس، آیت 61)

ہر اصغر واکبر کا ذِکر مجھ میں ہے

وہ اسی طرح تو ہے، پہلے ہر بندے کو ذہن میں رکھ لینا چاہیے کہ بی بیؑ کسی رطب و کسی یابس میں تو شامل ہے، کسی اصغر، اکبر میں تو شامل ہے۔ کائنات کی کسی حقیقت میں تو موجود ہے اور قرآن کہتا ہے کہ مجھ میں ہر حقیقت موجود ہے ۔ اگر اس کا ذکر نہیں ہے تو پھر قرآن کا دعوٰی ناقص ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک لفظ اگر ایک بار استعمال ہوا ہے تو بس وہ اسی کے لئے ہے، وہ ایک مقصد کے نہیں بلکہ اس میں لاتعداد مطالب ہیں۔

اَب مَیں آیت پڑھنے لگا ہوں اور تبرکاً آغاز کرنے لگا ہوں۔

ھو الذی انزل السکینتہ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم ۔(سورہ فتح آیت 4)

وہی تو اللہ ہے جس نے سکینہ کو مومنین کے دِلوں میں نازل کر دیا۔

ھوالذی۔۔۔(سورہ فتح آیت 4)

وہی ہے اللہ جس نے

انزل السکینتہ ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

یہاں مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ الف لام معرفہ کا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ۔ ایک مخصوص سکینہ کو نازل کیا

آج جس وقت مَیں پہنچا ہوں، آتے ہی ظہیر بھائی سے مَیں نے یہ کہا تھا کہ میرا کوئی کمال نہیں، میرے پلے کچھ نہیں ہے اپنا، سارا کسی اور کا دیا ہے لیکن مَیں نے

کہا تھا کہ روئے زمین کے کسی مجتہد سے کہو کہ وہ دس منٹ اس بی بیؑ پہ بولے
۔پوری جائیداد بھی دُوں گا۔بیعت بھی کروں گا۔10 منٹ نہیں بولا جا سکتا ہاں
10 سال بولا جا سکتا ہے اگر عِلم بانٹنے والے سے بھیک لینے کا ہنر آتا ہو۔

(نعرہ حیدری)

ھو الذی انزل السّکینۃ فی قلوب المومنین

۔(سورہ فتح۔آیت 4)

جس نے خاص سکینہ کو نازل کیا۔

کہاں۔۔؟

مومنین کے دِلوں میں

کیوں نازل کیا۔۔۔؟

جواب دیا۔۔۔۔

لیزدا دو ا ایما ناً مع ایما نھم ۔(سورہ فتح آیت 4)

تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھ جائے۔

اب تو کوئی پردہ رہا ہی نہیں۔کتنی بولتی ہوئی بات ہے۔

لیزدا دو ا ایما ناً مع ایما نھم ۔(سورہ فتح آیت 4)

مع الایمان نہیں۔

دیکھو نا۔۔۔!

قرآن بھی کہتا ہے۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔

(سورہ محمد۔آیت 24)

یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا دلوں پہ تالے پڑے ہوئے ہیں۔۔؟

کبھی کہتا ہے۔۔

ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون۔

(سورہ رعد آیت 3)

کھلی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔

ان فی ذالک لایٰت لقوم یتفکرون۔

(سورہ رعد آیت 3)

نشانیاں ہیں اُس قوم کے لئے جو عقل استعمال کرتی ہے۔

ہاں۔۔۔!

تو تدبر سے ہی حقیقت کے جوہر ملتے ہیں اللہ نے یہ نہیں کہا تاکہ ان کا ایمان

۔ایمان کے ساتھ بڑھ جائے۔

مع ایمانھم۔(سورہ فتح آیت ۴)

ان کے پاس جو ان کا ایمان ہے۔

دیکھنا۔۔۔!

ھــو الــذی انزل الــسـکـینـتــہ فی قــلـوب المو منین ۔(سورہ فتح آیت 4)

وہی اللہ ہے جس نے مومنین کے دِلوں میں سکینہ کو نازل کیا۔

یعنی مومن تو مان لیا اللہ نے صبح جب مَیں پنڈی سے چلا ہوں تا تو موٹروے پر سارا راستہ میرا ڈرائیور مجھ سے پوچھتا رہا ہے کہ کیا بولیں گے آپ سکینہؑ پر ؟

مَیں نے کہا تیری وحی جاگ جائے گی وہ کچھ بولوں گا۔

اب۔۔۔!

فی قلوب المومنین (سورہ فتح آیت 4)

مومنین کے دِلوں میں

یعنی مومن تو وہ پہلے ہیں اور مومن ایمان والا ایمان والے تو وہ پہلے ہیں

تو اَب سکینہ کو ان کے دلوں میں کیوں نازل کیا۔۔۔؟

لیزدادوا ایماناً ۔(سورہ فتح، آیت 4)

تاکہ ان کا ایمان زیادہ ہوجائے

مع ایمانھم (سورہ فتح، آیت 4)

ان کے ایمان کے ساتھ

مَیں کبھی کبھی آیت نہ پڑھتا اگر **مع ایمانھم** ۔کا جملہ نہ ہوتا۔

توجہ۔۔۔۔۔۔!

اب یہ بھی غضنفر یاد دلائے کہ ایمان کون ہے۔

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔

تم سے زیادہ غضنفر کو کون جانے گا۔ ہزاروں خطابات میرے سُن چکے ہو، مَیں شکی مزاج ضرور ہوں۔ بس میرا شک مٹانے کے لیے سب بول کر بتاؤ گے۔

کون ہے ایمان۔۔۔؟

علیؑ۔

اللہ کہتا ہے !

مَیں نے خاص سکینہ کو علیؑ والوں کے دِلوں میں نازل کیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔!

چونکہ ایمان علیؑ ہے تو مومن علیؑ والا ہونا۔ تو مَیں ترجمہ غلط تو نہیں کر رہا۔

توجہ۔۔۔۔۔!

وہی تو اللہ ہے جس نے خاص سکینہ کو علیؑ والوں کے دِلوں میں نازل کیا تا کہ علیؑ والوں کا ایمان بڑھ جائے۔

نہیں۔۔۔۔!

مجالس تو مَیں نے پڑھنی ہیں اسی ذات قدسی صفات پہ پڑھنی ہیں لیکن جملہ مَیں کہنے لگا ہوں پچاس ہزار مجالس میں اگر اس بی بیؑ پہ پڑھوں تو اتنا بڑا جملہ نہیں بول سکوں گا جو اَب کہنے لگا ہوں۔ مَیں کیا بلکہ کائنات عالم کا کوئی عالم اس سے بڑا

جملہ یا دوسرا ایسا نہیں بول سکے گا۔

اَب کیوں نازل کیا خاص سکینہ کو۔۔۔؟

تا کہ علیؑ والوں کا ایمان بڑھ جائے۔

زمانہ اس کو کیا سمجھے کہ علیؑ بھی موجود اور اس نے آ کے ایمان بڑھا دیا

(نعرہ حیدری)

قرآن ہے، روایت نہیں، آیت ہے۔

لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم۔(سورہ فتح، آیت 4)

ایمان چونکہ علیؑ ہے۔ تو اَب اس کا ترجمہ یُوں ہو گا۔

ان کے علیؑ کے ساتھ ایمان بڑھ جائے۔

یعنی علیؑ بھی موجود ہے اور فقط ایمان ہوتا تو مَیں جملہ نہ بولتا، کُلِ ایمان موجود ہے۔ اب اگر کلموں کی چر سنائی نہ دے تو ایک لفظ کہوں۔۔؟

دیکھیں۔۔۔!

جزو میں گنجائشیں ہیں، اجزاء میں گنجائش ہے، کل میں تو گنجائش ہی نہیں۔

بس۔۔۔!

جو کُل میں گنجائش پیدا کر دے اُسے سکینہ کہتے ہیں۔(نعرہ حیدری)

آیت آپ نے سُن لی اور یہ تھوڑا سا کہ آپ کے سامنے پیش کیا کہ آپ آنے والی مجالس میں ذہنی طور پہ تیار رہیں کہ کس کا ذکر ہو رہا ہے۔

فضیلتیں عمر کی محتاج نہیں

اگر فضیلت عمر پہ ہوتی تو تریسٹھ 63 سال والا نبیؐ سید الانبیاء نہ ہوتا۔

پچیس سو سال والا نوحؑ ہوتا، حضرت نوحؑ کی پچیس سو سالہ عمر ہے، میرے رسولؐ کی 63 برس۔ سردار یہ ہے نوحؑ کا۔ فضیلتیں عمروں کی محتاج نہیں ہوتیں اور پھر جس خاندان کا میں ذِکر کرتا ہوں ان کی عمروں کا حساب زمین پہ لگتا ہی نہیں۔

بس۔۔۔۔۔!

خاکہ بنالیا۔ اب دو چار ضروری باتیں کرنی ہیں۔ آپ یہ تو تقریباً جانتے ہی ہو کہ سکینہ لقب ہے بی بیؑ کا نام نہیں کیونکہ مولاؑ نے، سلطان کربلاؑ نے اپنے ہر بیٹے کا نام ''علی'' رکھا پر بیٹی کا نام ''فاطمہ'' رکھا۔

لوگوں نے کہا: یہ کیا پہلے کا نام علیؑ دوسرے کا نام علیؑ ۔۔؟

فرمایا۔۔۔

لَوْ اُوتِیْتُ اَلْفَ ذَکَرٍ لَسَمَّیْتُ کُلَّھُمْ عَلِیاً۔

اگر ہزار بیٹا بھی ہوا تو میں سب کا نام علیؑ رکھوں گا۔

اب یعنی حسینؑ کی منشاء یہ ہے کہ میرے گھر میں ہزار دفعہ علیؑ علیؑ ہو۔

(نعرہ حیدری)

تو لقب ہے ''سکینہ'' ہے قرآن میں بھی جہاں جہاں ''سکینہ'' کا لفظ آیا

ہے ناتو کسی نے کسی ایک جگہ بھی اس کا ترجمہ سکینہ نہیں کیا۔ کسی نے سکون، کسی نے تسکین۔ یہ ٹھیک ہے لیکن غصہ اس بات پہ آتا ہے کہ اب جہاں اللہ یہ کہتا ہے۔

ھو الذی انزل القران۔

وہ وہ ہے جس نے قرآن کو نازل کیا۔

وہاں تو یہ لکھتے ہو۔

وہ جس نے قرآن نازل کیا۔

تو قرآن کا بھی کوئی اور لفظ بناؤ، وہاں تو ترجمے میں قرآن لکھتے ہو حالانکہ قرآن بھی عربی کا لفظ ہے اور مصدر ہے تو یہاں کوئی متبادل کیوں نہیں لایا۔۔؟ اس لئے کہ تم قرآن کو جانتے بھی ہو۔ مانتے بھی ہو، اور یہ گھر جس کی میں بات کر رہا ہوں اسے بہت مانتے نہیں جو مانتے ہیں وہ جانتے نہیں اور جاننے کا نسخہ ہی ان کو ماننا ہے۔ جتنا مانا جائے اتنے جانے جاتے ہیں، سلمانؓ کے پاس ہی ہنر تھا اور کوئی نہیں تھا۔

یہ لقب دیا کس نے اس بی بیؑ کو۔۔۔؟

سلطانِ کربلاؑ نے کہ میری تسکین ہو تم۔

توجہ۔۔۔۔۔!

حسینؑ کہہ رہا ہے کہ تو میری تسکین ہے۔

جو خود نفسِ مطمئنہ ہے، جسے اللہ نے سند دی ہو نفسِ مطمئنہ کی اس کا سکون ہے یہ

،اور حجت کے ہاں رشتے نہیں ہوتے۔ اگر حجت کا رشتہ ہے بھی تو بس خدا سے اور کسی کا رشتہ دار نہیں وہ۔

جو بے دِل کے دِل کا سکون ہے۔

اکثر کبھی کبھی ٹھنڈی سانس نکل جاتی ہے میری کہ شاید مَیں حسرت لے کے چلا جاؤں دُنیا سے کہ جو کہنا چاہتا ہوں کاش وقت آئے کہ بس وہ کہتا جاؤں اور اس لئے میری بڑی خواہش ہے کہ میری زندگی میں میرے شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور ہو جائے (آمین) صلوٰۃ

مولانا۔۔!

حجت کا جو لقب ہو چاہے حجت خود اختیار کرے یا کسی کو عطا کرے تو جتنے معانی اور مفاہیم اس لفظ میں پوشیدہ ہوتے ہیں وہ سب اس میں ہوتے ہیں جیسے کہ امیرِ کائناتؑ کہتے ہیں۔

اَنَا یَعسُوبُ الْمُسلِمِین۔

مَیں مسلمانوں کا یعسوب ہوں۔

اَب پوچھا بھی خود گیا کہ یعسوب کیا ہے۔۔؟

فرمایا:

ان الیعسوب امیر النحل۔

شہد کی مکھیوں کا جو سردار ہوتا ہے اُسے یعسوب کہتے ہیں۔ وہ شہد کے چھتے کے

دروازے پر بیٹھا رہتا ہے ،باقی مکھیاں رزق،روزی کی تلاش میں جاتی ہیں۔یعسوب نہیں جاتا یعنی یعسوب کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ رزق سے بے نیاز ہوتا ہے۔اَب مولاؑ نے خود کو یعسوب کہا۔یہ صفت مولا علیؑ میں اگر نہیں تو لقب غلط (معاذ اللہ) اور سوچ لینا کہنے والا لسان اللہ ہے۔

کس کا کلیجہ ہے جو اللہ کی زبان پہ " غ " لگانے کا سوچے بھی۔

اچھا مولاؑ بیٹھا رہتا ہے پھر ؟

فرمایا :

مکھیوں کی چونکہ غذا طاہر ہے،اللہ نے اسے پابند کیا ہے طاہر کھانے پر، پاکیزہ کھانے پر،تو جب مکھیاں بڑے لمبے لمبے سفر کرتی ہیں، پوری زمین کے گرد کئی چکر لگ سکتے ہیں۔جتنے ایک مکھی سفر کرتی ہے۔جب وہ آتی ہے نا رزق،روزی لے کر،اب یعسوب دروازے پر بیٹھا ہے،دروازے سے تعلق ہے یعسوب کا،بس اِدھر مکھی آئی،نہیں جاسکتی یعسوب کے پاس اَدب سے رُک گئی۔

ھو یشم فاہ۔

اس نے مکھی کا منہ سونگھا۔

کیوں۔۔؟

دیکھتا ہے کہ مکھی حلال رَس لاتی ہے یا حرام۔ ۔ ؟

معلوم ہوا کہ یعسوب غیب بھی جانتا ہے۔جو منہ سونگھ کے بتا دیتا ہے کہ کیا لائی ہے

، اگر حلال رَس لائی ہے تو کہتا جا اور اگر حرام لائی ہے تو پھر یہ نہیں کہ لوٹ جا۔ اللہ نے اسے ایک مقراض عطا کی ہے یعنی یعسوب کی نشانی ہے دو نشانوں سے کاٹنا اور اسی لئے تو میرے مولاؑ کی تلوار کا نام ذوالفقار، ویسے ذوالفقار کی اور بھی جہتیں ہیں اور علتیں ہیں مگر سرکار صادق آلِ محمدؐ سے کسی نے پوچھا تھا۔

لَمَا سُمِّیَ ذُوالْفِقَارُ ذَاالْفِقَارْ۔

مولاؑ۔۔۔!

ذوالفقار کا نام ذوالفقار کیوں ہے۔۔؟

فرمایا:

اِس لئے کہ جواس کے سامنے آیا

اَفْـقَرَہٗ فِی الـدُّنْیَا مِنَ الْحَیَاۃِ وَمِـنَ الْاٰ خِرَۃِ مِنَ الْجَنَّۃِ۔

میرے دادا کی تلوار نے اُسے دُنیا کی زندگی میں فقیر کر دیا۔

اور آخرت میں جنت سے فقیر کر دیا۔

تو۔۔۔!

ھُوَیَقْطَعُھَا نِصْفَیْنِ۔

کاٹ کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے۔

فرمایا: بس!

سمجھ لو عرب والوا ے وہ شہد کی مکھیوں کا یعسوب ہے۔مَیں تمہارا یعسوب ہوں،وہ چھتے کے دروازے پہ بیٹھتا ہےمَیں جنت کے دروازے پہ کھڑا ہو جاؤں گا۔

هُوَيَشُمُّ فَاهُ وَاِنِّي اَعْرِفُكُمْ بِسِيْمَاكُمْ۔

وہ منہ سونگھتا ہے۔مَیں نہیں سونگوں گامَیں پیشانیاں دیکھوں گا۔

وہ دیکھتا ہے کہ حلال رَس لاتی ہے یا حرام،سارا زمانہ ہے ابن تراب،مَیں ہوں ابوتُراب،مَیں دیکھوں گا کہ حلالی کون آرہا ہےاور حرامی کون آرہا ہے۔

اچھامَیں نے آپ کو یہ حدیث کیوں سنائی۔۔؟

جس کا جو لقب،چاہے معصومؑ ،خود اپنا لقب اختیار کرے یا کسی کو عطا کرے تو جتنے معانی،جتنی صفتیں ،اب دیکھنا کتنی صفتیں آئیں یعسوب کی،وہ ساری مولاؑ میں ہیں ورنہ لقب صحیح نہیں۔اَب مولا حسینؑ نے اِس بی بیؑ کو کہا :

سکینہؑ تو اَب یہ طے ہوا کہ سکینہؑ ،جہاں جہاں لفظ یہ بولا جائے گا۔چاہے قرآن میں،چاہے حدیث میں،چاہے قولِ معصومؑ میں تو جو اس کی صفتیں ہوں گی وہ اس بی بیؑ میں ہیں۔تم میں سے جس کسی نے بھی ان میں سے ایک صفت کا بھی،انکار کیا تو پھر تم نے امام حسین علیہ السلام کے عِلم پہ انگلی اُٹھائی کہ حسینؑ کو پتہ نہیں تھا کہ اس میں وہ صفت نہیں ہے تو مَیں اسے سکینہ کہہ رہا ہوں۔۔۔(معاذ اللہ)

تو اَب مَیں نے جو کتابیں کھنگالیں،

ہاں !

ظاہر ہے کہ ایک مجلس میں تو بتایا نہیں جا سکتا۔ کچھ آج، ایسے ساتھ کے ساتھ وہ بھی بتا تا رہوں گا کہ سکینہ کی تعریف کیا ہے۔؟ کس، کس شیء کو کہا گیا۔؟

آج جو مَیں تمہیں تین حدیثیں سنانے لگا ہوں وہ کافی میں، عبداللہ ابن جعفر حمیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے قرب الاسناد میں اور جس عالم کا مَیں نے نام لیا ہے یہ آج کل کا نہیں ہے یہ شیخ مفید سے بھی پہلے کا ہے، یہ شیخ صدوق سے پہلے کا ہے، یہ سب کا شیخ ہے تو اُس میں بھی ہے، شیخ صدوقؒ نے معانی الاخبار میں اور عیون اخبار الرضا میں، یہ پہاڑ سے وزنی کتابیں ہیں چاروں جن کے مَیں نے نام لیے۔

سرکارِ باقر العلومؑ سے کسی نے پوچھا: مولاؑ!۔

مَا السَّكِيْنَه ۔

سکینہ کیا ہے؟

فرمایا:

اَلسَّكِيْنَه هُوَ الْاِيْمَانْ۔

ایمان کا نام سکینہ ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ایک بندے نے تیرے مولا کاظم علیہ السّلام سے پوچھا:

يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ مَا السَّكِيْنَه ۔

سرکار! اَلسَّكِيْنَة کی تعریف کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا۔۔۔

روح اللہ تَكَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفُوا فِی شَیْءٍ وَتُبَيِّنَ مَا يُرِيْدُوْنَ مِنْ شَیْءٍ۔

سکینہ اللہ کی رُوح ہے، اللہ نے اپنی رُوح کو جس جس نبی پر، جس جس دور میں نازل کیا جس چیز میں بھی اختلاف ہوا دُور اِسی سکینہ نے کیا۔

اَب سکینہ کو چاہے جو بھی سمجھو لیکن اِس سکینہؑ میں یہ صفتیں نہ مانیں تو لقب صحیح نہیں ہوگا اور لقب دینے والا کوئی مولوی نہیں، مولاؑ ہے، اللہ کے مجسم عِلم کا نام ہے حسینؑ، جس نے کہا ہے کہ تو سکینہ ہے۔

جس چیز کے بارے میں وہ لوگ اِرادہ کرتے تھے یہی اللہ کی رُوح ان کی راہنمائی کرتی تھی۔۔۔(نعرہ حیدری)

تیرے مولا رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا : مولاؑ !

مَا السَّكِيْنَه ۔

سکینہ کیا ہے۔۔۔۔۔؟

فرمایا :

رِيْحٌ تَخْرُجُ مِنَ الْجَنَّتِهِ طَيِّبَتُهُ لَهَا صُوْرَةٌ كَصُوْرَةِ الْاِنْسَانِ كَانَتْ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَهِیَ الَّتِیْ اُنْزِلَتْ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ بَنَی الْكَعْبَتَهَ ۔

یہ ایک طیب ہوا ہے۔ جنت میں رہتی ہے اس کی صورت انسان جیسی ہے، یہی انبیاءؑ کے ساتھ ساتھ تھی اور ابراہیمؑ کعبہ بنا رہا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیسا بنانا ہے ؟ کتنا بنایا ہے ؟ تو اللہ نے ابراہیمؑ پر اس کو نازل کیا۔ اس نے بتایا

۔ یہاں سے، یہاں سے

اَب یہ سکینہ جو بھی ہے اس کا کعبہ سے بھی کوئی رشتہ ہے،

توجہ۔۔۔!

ابراہیمؑ بنا رہا ہے کعبہ، اللہ کا گھر اور اس سکینہ نے جو جنت کی طیب ہوا ہے جس کی انسانی صورت ہے اس نے کہا۔

کذا و کذا۔

ایسے بنا، ایسے بنا، یہاں تک بنا، وہاں ایک بنا،

یہ طول رکھ، یہ عرض رکھ

بَنِیَ اَلاِ سَا سَ عَلَیْھَا ۔

اسی پر بنیاد رکھی، اساس رکھی ابراہیمؑ نے

اَب دیکھیں !

اللہ نے اس سے پہلے بھی حجتوں سے کام لئے۔ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے مثلاً جنابِ نوحؑ سے ایک مشہور عالم کام لیا۔

کون سا۔۔۔؟

کشتی بنوائی۔

کیسے بنوائی ؟

سورہ ھود میں ہے !

واصنع الفلک باعیننا و حینا ۔(سورہ ھود آیت 37)

نوحؑ !۔کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے

ظہیر بھائی۔۔۔!

آپ ہی کے عشرے میں یہی عزآء خانہ ،یہی منبر،مَیں اس پر بحث کر چکا ہوں۔اب مَیں وہ ساری بات تو دہرا نہیں سکتا۔ایک جُملے میں یاددہانی کرا کے آگے چلتا ہوں۔

عین ۔ ایک آنکھ

عینین ۔ دو آنکھیں

عیون ۔ بہت سی آنکھیں

اعین ۔

یہ جمع قلت ہے اور جمع قلت دس سے کم پر بولی جاتی ہے یعنی اللہ کہہ رہا ہے کہ کشتی بنا میری دس آنکھوں کے سامنے۔

توجہ۔۔۔!

ایک چہرے پہ ہوتی ہیں دو آنکھیں اور دس آنکھوں کے لیے پانچ چہرے والوں کا

ہونا ضروری ہے تو وہ پانچ کون ہیں جن کے سامنے کشتی بنائی جا رہی ہے؟

(نعرہ حیدری)

نوحؑ کی کشتی بن رہی ہے۔

کس کے لیے۔۔۔؟

اِس میں کون سوار ہوگا۔۔۔؟

انسان، حیوان، حلال، حرام، ہر کوئی، جس میں مخلوق نے رہنا ہے۔اس کے نگران پانچؑ، اللہ کے گھر کی نگران ایک۔۔۔(نعرہ حیدری)

بیت اللہ بن رہا ہے، اس کی نگران جنت سے آنے والی وہ طیبہ سکینہ جس کی صورت انسانی۔معصومؑ نے کہا ہے۔۔۔

لھا صورۃ کصورۃ الا نسان۔

صورت انسانی ہے

سیرت نہیں۔اس کی صورت انسانی ہے۔

سیرت بتاؤں ؟

اس کی صورت انسانی ہے، سیرت رحمانی ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

جس نے اللہ کے گھر کی تعمیر کے لیے۔مَیں نے کہا ہے کہ جو جو چیز بھی سکینہ ثابت ہوگی اس کی ہر صفت اس سکینہؑ میں ہونی چاہیے جسے حسین علیہ السلام سکینہؑ کہہ رہا ہے۔حالانکہ یہ بھی فاطمہؑ۔اب ایک فاطمہؑ پہلے بھی تو گذر چکی ہے جو باباؐ کو کھڑا کر دیتی تھی تعظیم کے لیے وہ فاطمہ زہراؑ، یہ فاطمہ سکینہؑ اور یہ آنے والی

مجالس میں مَیں بتاؤں گا کہ بابا ؑ کے ساتھ کیا کیا رشتہ ہے اِس کا۔

بہر حال !

بہت کچھ کہوں گا اِس عشرے میں اور بہت کچھ رہ بھی جائے گا کیونکہ مَیں اکثر کہہ چکا ہوں کہ ان کے گھوڑوں پہ، ان کے جانوروں کی فضیلت کا سفر ختم نہیں ہوتا تو جو نفسِ مطمئنہ کی تسکین ہو حالانکہ بیٹیاں ساری فاطمہ ؑ ہیں حسینؑ کی، تسکین ایک ہے۔

دیکھئے۔۔۔!

ہمارے ہاں تو یہ چل جاتا ہے کہ کوئی بیٹا زیادہ پیارا ہے، کوئی بیٹی زیادہ پیاری ہے ۔ یہ ہمارے ہاں چلتا ہے، حجتوں کے ہاں یہ نہیں چلتا۔ حجت پر واجب ہے کہ جو جس قابل ہے۔

ہاں۔۔۔!

اللہ کی مشیت کا دوسرا نام ہے حسینؑ ۔

ہاں۔۔۔!

آج کے فضائل کو اِس جملے پہ مَیں روکنے لگا ہوں، مَیں نے جب پہلی بار یہ جملہ پڑھا تھا تو میرے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

جب علی اکبر علیہ السّلام دُنیا میں آئے تو آپ کے بارے میں یہ ہے **تحلل وجه الحسین ؑ فرحا و سرورًا ۔**

حسینؑ کا چہرہ کِھل اُٹھا۔

جب یہ دُنیا میں آئی، جس کی مَیں مجلس پڑھ رہا ہوں تو بے ساختہ حسینؑ کے منہ

سے نکلا۔

لا الہ الا اللہ۔

بس۔۔۔۔!

یہ کائنات ہے ہی وسیلہ، یہ اللہ سے لیتے ہیں۔ بندوں کو دیتے ہیں تو پھر بندے کا بھی قرض ہے نا اِن سے لے مومن کو دے۔

تو اَب نتیجہ کیا نکلا آج کی مجلس کا۔۔۔؟

جونہی یہ ذات دُنیا میں آئی تو حسینؑ نے کہا۔

لا الہ الا اللہ۔

تفسیر لا الہ الا اللہ کا نام ہے سکینہؑ ۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

پھر جتنی وسعت ہوتی ہے اتنا بڑا امتحان ہوتا ہے۔

عمر چال سال ہے۔ چار سال کچھ مہینے۔

مَیں جملہ ایک بولنے لگا ہوں اگر وہ تمہاری سمجھ میں آ گیا تو ایک سو ایک مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور تمہاری آنکھیں وضو بھی کر لیں گی اور شاید مجھے آگے پڑھنا بھی پڑے۔ جناب باقرؑ کی عمر بھی اِتنی تھی۔ تقریباً پانچ سال اِس کی چار سال، باقرؑ کی پانچ سال، جو امتحان باقرؑ سے لیا گیا، وہی اِس سے لیا گیا اور کچھ امتحان ایسے ہیں جو اُس سے بھی نہیں لیے گئے تو اِس چھوٹی بتولؑ سے لیے گئے ہیں، جو چار سال کی فاطمہؑ سے لیے گئے۔

ذکرِ مصائب

عزادارو۔۔۔!

اس سے بڑا امتحان ہو سکتا ہے کہ حسینؑ کے گلے پہ خنجر ہو۔ سکینہؑ سامنے کھڑی ہو۔ ایک تو یہ امتحان تھا بلکہ مَیں پوری عالمانہ ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ تین بیبیاں موجود تھیں۔ جب حسینؑ کے گلے پہ خنجر تھا دو دِکھائی دے رہی تھیں، ایک دِکھائی نہیں دے رہی تھی، دِکھائی دینے والوں میں ایک زینبؑ دوسری سکینہؑ اور جو دِکھائی نہیں دے رہی اُس نے جھولی میں حسینؑ کٹوایا، وہ زہراؑ اور پڑھ لو کتابیں، کرلو تحقیق کہ تینوں بیبیاں اپنا اپنا کام کرتی ہیں۔

شمر کمینہ خنجر رکھتا ہے، سکینہؑ ننھے ننھے ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے میرے باباؑ کو نہ مار۔ کربلا میں میرا اِس کے علاوہ کوئی سہارا نہیں۔ میری پھوپھی کو بے برادر نہ کر اور جس بڑی بی بیؑ کا مَیں نے نام لیا ہے وہ کیا کرتی ہے۔۔۔؟

بی بیؑ کی زیارت میں ایک جملہ ہے۔

اس بی بیؑ پر سلام جس نے کربلا سے شام تک حسین علیہ السلام کے یتیموں کو زخمی ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔

رونے والو۔۔۔!

جب مَیں کتابوں سے پوچھتا ہوں کہ ہاتھ زخمی کیوں ہوئے تو جواب ملتا ہے کہ شمر خنجر رکھتا تھا۔ زینبؑ خنجر پکڑ لیتی تھی۔ یہ خنجر چلاتا تھا، وہ ہاتھ خنجر میں ڈالتی تھی۔ حسینؑ سے پہلے میرے گلے پہ خنجر چلا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

دوسری مجلس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ ہے بات شروع کی جائے !

ھو الذی انزل السکینته فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم ۔(سورہ فتح، آیت 4)

کل یہاں تک پڑھی تھی، یہ آیت کافی لمبی ہے، حصے ملاتا رہوں گا۔

ھوا الذی انزل السّکینته فی قلوب المومنین لیزداد وا ایماناً مع ایمانھم وللّٰہ جنود السموات والارض و کان اللّٰہ علیماً حکیماً ۔(سورہ فتح، آیت نمبر 4)

وہی تو اللہ ہے جس نے خاص سکینہ کو مومنین کے دِلوں میں نازل کیا۔

کل آپ سن چکے ہو کہ یہ لفظ کتنی بار قرآن میں آیا، نکرہ سے کتنی بار اور ایک ہی آیت ہے جس میں الف لام کے ساتھ معرفہ کے ساتھ آیا۔ خاص سکینہ یعنی اللہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ جو سکینہ مَیں انبیاءؑ پر نازل کرتا رہا ہوں وہ اور ہے۔

جو تابوتِ سکینہ کا ذِکر ہے وہ اور ہے، اور یہ السکینہ اور ہے۔

یہ خاص سکینہ کیوں نازل کی۔۔؟

تاکہ مومنین کے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان بڑھ جائے۔

اَب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اللہ کو یہ کیا کہنے کی ضرورت ہے کہ آسمانوں کے لشکر بھی اللہ کے لیے ہیں۔ زمین کے لشکر بھی اللہ کے لیے ہیں اور اللہ صاحبِ حکمت بھی

ہے، صاحبِ علم بھی ہے۔ بات مخصوص سکینہ کی کرتا ہے اور پھر لشکر بتاتا ہے۔؟

اگر کل والی میری مجلس یاد ہو جس میں تین اماموںؑ کی مختلف احادیث تفسیر سکینہ میں مَیں نے آپ کو بتائیں تو سرکار رضاؑ نے کیا کہا تھا کہ سکینہ صور تھا۔

کصورة الانسان۔

یہ طیبہ ہوا ہے جو جنت سے نکلتی ہے

اس کی صورت انسانی ہے۔

سلمان۔۔۔۔!

یہ ذہن میں رکھنا ہے کہ وہ ہے ریح۔ ہوا مگر عام ہوا نہیں بلکہ طیب ہوا۔ طاہرہ بھی نہیں کہا امامؑ نے

اچھا۔۔۔!

نہیں جانتے ہو تو جان لو۔۔۔!

تمہیں مجھے اللہ نے کہا کہ حلال کھایا کرو

۔اے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک نبیو۔!

طاہر کھایا کرو، اے چودہؑ! طیّب کھایا کرو۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو اَب یہ نشانی ہے کہ طیّب جو بھی چیز ہے اُس کا تعلق چودہؑ سے ہے۔

فرمایا: یہ جنت کی طیّبہ ہَوا ہے۔

دیکھو۔۔۔!

تین لفظ ہیں۔

(1) جسم (2) جسد (3) بدن

ہم تو تینوں ایک سمجھتے ہیں، ایسا نہیں ہے۔۔۔!

جسم کے لیے ہونا ضروری ہے، نظر آنا ضروری نہیں۔ ہَوا جسم ہے، بدن نہیں ہے، ہَوا جسم رکھتی ہے، محسوس ہوتی ہے مگر نہ پکڑی جاتی ہے، نہ چھوئی جاتی ہے، نہ دیکھی جاتی ہے تو جس کی تعریف ہو رہی ہے۔۔(نعرہ حیدری)

یہ ریح جنت ہے اور ریحِ طیّبہ، طہارت سے بھی بلند درجے والی ہَوا۔

آگے اللہ نے بات لشکر کی کیوں کی ؟

ایک دِن بیٹھے بیٹھے رسولؐ نے اپنے صحابہ کو ارشاد فرمایا :

اَلرِّیحُ جُنْدُ اللّٰهِ وَجُنْدُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ هُوَ عَلِیٌّ۔

اللہ کے دو عظیم لشکر ہیں ایک ہَوا اللہ کا لشکر ہے اور علیؑ اللہ کا لشکرِ اکبر ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہَوا اللہ کا لشکر ہے اور علیؑ اللہ کا لشکرِ اکبر ہے، اکیلا لشکر ہے۔

اَب ذکر ہو رہا ہے اُس مخصوص سکینہ کا جو طیّبہ ہَوا ہے جنت کی اور آگے اللہ کہتا ہے کہ آسمانوں کے لشکر بھی میرے اور زمین کے لشکر بھی میرے

شاید !

یہ آیت تشنہ تفسیر رہتی اگر دربار یزید (لعین) میں چار سال کی اِس بتولؑ نے نہ کہا ہوتا کہ شکر کر کہ تو نے ہمارے لشکر دیکھے نہیں۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

ایک بات آتی ہے سامنے کہتا چلوں !

سلطانِ عالم کے دو شعر ہیں، ایک اشہر ہے، ایک مشہور ہے، شعر دو ہیں، دوسرا علماء میں مشہور ہے، اِس لیے اسے مَیں نے صرف مشہور کہا اور پہلا شعر اشہر ہے مشہور ترین ہے۔

اکثر و بیشتر میرا شہنشاہؑ فرمایا کرتا تھا :

لَعَمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارًا تَحِلُّ بِھَا السَّکِیْنَتَہ وَالرَّبَابَ اُحِبُّھَا۔

حسینؑ کہتے ہیں۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم !۔

توجہ۔۔۔!

حسینؑ اپنی زندگی کی قسم کھا رہا ہے، وہ حسینؑ جس کے پاس سند ہے

انا من الحسین کی۔

توجہ ہے۔۔۔!

حسینؑ منی تو ٹھیک ہے مگر اَنا من الحسین، یہ علم کو ششدر کر دینے والا جملہ ہے کہ مَیں حسینؑ سے اور یہ ذہن میں رہے کہ یہ صرف وحدتِ نورانیہ کی طرف اشارہ نہیں، اگر یہ اشارہ ہوتا تو حسنؑ کے لیے بھی یہی کہتے کہ مَیں حسنؑ سے تو معلوم ہوا کہ وحدتِ نورنیہ کی بات نہیں ہے کوئی اور سلسلہ ہے جس میں ظہور کے لیے حسین

کی ضرورت ہے رسولؐ کو

ابھی اور آسان کر دوں !

ظہور کے لیے ضرورت ہے حسینؑ کی۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب جو حقیقت رسولؐ کی ہے وہی حسینؑ کی ہے اِس لیے ظہیر بھائی امئیں آپ کے ایک عشرے میں، حروف مقطعات والے میں بڑی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے انیس (19) حروف ہیں اور اِن پانچوں کے ناموں کے بھی انیس (19) حروف ہیں۔

محمدؐ کے چار =م،ح،م،د =4

علیؑ کے تین =ع،ل،ی =3

فاطمہؑ کے پانچ =ف،ا،ط،م،ہ =5

حسنؑ کے تین =ح،س،ن =3

حسینؑ کے چار =ح،س،ی،ن =4

4+3+5+3+4=19

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف بھی انیس (١٩) اِن پانچ ناموں کے حروف بھی انیس (19)، اللہ بتانا یہ چاہتا ہے بسم اللہ کا ثواب لے لو تمہاری مرضی، اِن پانچوں کا نام لے لو تمہاری مَرضی۔

ہاں۔۔۔!

اَب ذرا تقسیم کریں۔

بسم کے تین حروف اور اللہ کی الف یہ رسولؐ کے باقی بچا **للہ** ۔یہ تین حروف علی بادشاہ کے الرحمٰن کے چھ حرف ہیں ''ن'' نکال کے باقی پانچ بتولؑ کے، الف، ل، ر، ح، م، ہم جسے ''ر'' کہتے ہیں ۔عرب والے اسے رَا کہتے ہیں ہم جسے ح بولتے ہیں، عرب والے اسے حا کہتے ہیں یعنی اَب بتولؑ کے نام کے کون سے حروف ہیں۔؟

ال ر ح م

اور یہ قرآن میں الگ سے حروفِ مقطعات ہیں ال ر، سورہ یوسف شروع ہو رہا ہے۔

حم والکتب المبین (سورہ دخان، آیت 1,2)

سورہ دخان شروع ہو رہا ہے۔

یعنی دو دفعہ مقطعات میں بتولؑ کا نام ہے رحمٰن کی ''ن'' حسن کی، الرحیم کا الف ل بھی حسنؑ کا اور رحیم کے چاروں حروف حسینؑ کے ہیں۔پورے کا پورا رحیم نے اپنا نام حسینؑ کو دے دیا، یہ بتانے کے لیے کہ جیسے عرش پہ مَیں رحیم ہوں ایسے فرش پہ یہ کریم ہے اور یہی وجہ ہے کہ حسنؑ شبیہ ہے علیؑ کی، حسینؑ شبیہ ہے نبیؐ کی، اس لیے ع، ل، ی، تین حروف ہیں علیؑ کے نام کے۔

ح، س، ن۔تین ہی حسنؑ کے۔

م، ح، م، د۔ چار محمدؐ کے۔

ح، س، ی، ن۔چار حسینؑ کے۔۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

تو جو کچھ محمدؐ ہے وہ کچھ حسینؑ ہے۔ جو قوسِ نزولی میں وہ ہے۔ یہ قوسِ صعودی میں وہ ہے۔ جو ظاہر میں وہ ہے۔ وہ باطن میں یہ ہے۔ جو باطن میں یہ ہے وہ ظاہر میں یہ ہے اِسی لیے پڑھو قرآن سورہ حجر پڑھنا۔

حسینؑ منی والیس ے اللہ کہہ رہا ہے۔

لَعَمْرُكَ ۔(سورہ حجر، آیت 72)

اے محمدؐ ! تیری زندگی کی قسم !

یہاں اَنا من الحسین والا کہہ رہا ہے۔

لعمری۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم۔۔۔۔!

یہ بالکل ایسے ہی ہے۔۔۔!

قرآن پڑھنا، سورہ مریم پڑھنا !

عیسٰیؑ اور یحیٰؑ دونوں حجت ہیں، دونوں نبیؐ ہیں دونوں رسولؐ ہیں۔ دونوں رشتے میں خالہ زاد بھی ہیں یحیٰؑ کو اللہ کہہ رہا ہے۔!

سلام علیه یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاً

(سورہ مریم۔ آیت 15)

یحیٰؑ پر سلام اس دن جب وہ پیدا ہوا، سلام اس دن جب مَرے گا۔

سلام اُس دن جب زندہ اُٹھایا جائے گا۔

عیسیٰؑ ماں کی جھولی میں خود کہہ رہا ہے۔

والسّلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔ (سورہ مریم، آیت ۳۳)

مَیں جس دِن پیدا ہوا اُس دن بھی مجھ پر سلام وہاں اللہ نے کہا :

لعمرک۔ (سورہ حجر، آیت 72)

تیری زندگی کی قسم !

یہاں حسینؑ خود کہہ رہا ہے۔

لعمری۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم !

کس قلم میں دَم ہے جو حسینؑ کی زندگی کا خاکہ لکھے، کس زبان کا جگر ہے جو حسینؑ کی زندگی پہ کچھ بولے، کس عقل میں وہ رسائی ہے جو حسینؑ کی زندگی کو سوچے ؟

عِلم ششدر، اِدراک گنگ، زبانیں لال،

وہ کہہ رہا ہے : مجھے اپنی زندگی کی قسم !

مولاؑ ! کہنا کیا چاہتے ہو قسم کھا کر ؟

انی لا حبّ دارًا تحل بھا السّکینتہ والرباب۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم ! میری نظر میں وہ گھر محبوب ہے جس میں سکینہؑ اور ربابؑ

رہتی ہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔!

اپنی زندگی کی قسم کھا رہا ہے حسینؑ اور کہہ کیا رہا ہے؟

انی لاحبّ دارًا۔

یہ نہیں کہا کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ مَیں سکینہؑ سے محبت کرتا ہوں بلکہ کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ مَیں اس گھر سے محبت کرتا ہوں۔

بھئی کیا ہوا۔۔۔؟

گھر کس کا؟

اینٹوں کا گھر۔ گارے کا گھر۔ پتھر کا گھر۔ چونے کا گھر۔

حسینؑ کہتا ہے: مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس گھر سے پیار ہے مجھے جس میں سکینہؑ اور ربابؑ رہتی ہوں

چاہے وہ گھر لکڑی، مٹی کا ہو، چاہے وہ دھڑکن والا ہو۔۔۔ (نعرہ حیدری)

فرمایا: مجھے اپنی زندگی کی قسم!

مَیں اس گھر سے محبت رکھتا ہوں جس میں سکینہؑ اور ربابؑ رہتی ہیں۔

دیکھئے!

یہ کہنے والا کوئی مولوی تو نہیں ہے۔ مولائے کُل کہہ رہا ہے۔ مولاؤں کا مولا کہہ رہا ہے۔ کتنے مولاؤں کا مولا ہے حسینؑ وہ کہہ رہا ہے: مجھے اپنی زندگی کی قسم۔

اچھا۔۔۔!

اَب اس گھر کو بھی دیکھ لیں جس میں ظاہری طور پر رہتے ہیں، حجّت ہے خُدا کی۔

اَب اگر یہ کہا جائے کہ ایک زوجہ سے اور ایک بیٹی سے زیادہ پیار ہے تو عدل نہیں چونکہ اگلا جو شعر ہے نادہ بظاہر عدل کو مجروح کر دیتا ہے۔

حسینؑ فرماتے ہیں۔

اچھا۔

ان دونوں سے بھی محبت رکھتا ہوں۔

پہلے کہا اس گھر سے بھی محبت رکھتا ہوں جہاں یہ رہتی ہیں پھر فرماتے ہیں ان دونوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور اپنا جلیل ترین مال ان دونوں پہ خرچ کرتا ہوں۔

اب جتنی بیویاں ہیں، جتنی اولاد ہے شریعت کہتی ہے خرچ برابر کا کرو، پیار برابر کا کرو۔ لیکن اگر گیارہ بیٹے اور ہوں اور ایک یوسف ہو تو اس کا حق ہے زیادہ پیار لینا۔

توجہ۔۔۔۔۔۔!

اگر ایک بیٹا یوسفؑ ہے تو اس سے زیادہ پیار سمجھ میں آتا ہے۔

کیوں۔۔۔؟

وہ یعقوبؑ جیسی حجت ہے۔

اَب سکینہؑ کی ذات میں حسین کو کیا نظر آ رہا ہے کہ بڑھ کر پیار کر رہا ہے اور عدل کے خلاف نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ذات کے پاس کوئی ایسا پوشیدہ منصب ہے۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

حسینؑ پر واجب ہے کہ اس سے محبت کرے جس سے محبت کرنا واجب ہو، حسین کی محبت جذبات کی محتاج نہیں۔ چونکہ وہ خُدا کی حجت ہے، حسینؑ کا مزاج کبریائی۔

توجہ۔۔۔۔!

یہ میرے جُملے نہیں ہیں !

جب احرام توڑے ہیں سلطانِ کربلاؑ نے تو کعبہ کی چھت پہ جو خطبہ دیا ہے مجسودِ وفا نے، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں میں عین اللہ کے بیٹے نے آنکھیں گرائیں اور کہا۔ اللہ کی قسم !

اگر میرے مولاؑ کا میزاج اللہ کی مشیت سے گوندھا ہوا نہ ہوتا تو مَیں کعبہ کی چھت سے ہی تم پر ایسے گرتا جیسے بپھرا ہوا عقاب چڑیوں پہ گرتا ہے۔ (نعرہ حیدری)

کیوں جملہ پڑھا مَیں نے۔۔۔؟

اللہ کی مشیت کا دوسرا نام حسینؑ کا میزاج ہے۔

اچھا۔۔۔۔۔!

شہزادہ علی اکبرؑ نے جو خطبہ دیا ہے اس میں شبیہہِ پیغمبرؑ نے فرمایا تھا اپنے بابا کے بارے میں:

مشیه مشیته و قوله شریعت و نومه عبادة و انفا سه تلا وة۔

میرے بابا کا چلنا مشیت ہے اور میرے بابا کا کہا شریعت ہے۔

توجہ۔۔۔!

حسینؑ کا کہا شریعت ہے، حسینؑ کہہ رہا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم ! مجھے وہ گھر محبوب ہے جس میں رباب و سکینہ ہوں۔۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

مشیہ مشیتہ۔

اس کی چال مشیت ہے۔

یعنی حسینؑ کا قدم خواہش سے نہیں اُٹھتا، مشیت سے اُٹھتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

جو خُدا کو خُدا منوانے کے لیے۔ تیرے ذہن کو بہلانے کے لیے بظاہر لوٹا اُٹھائیں، ان کا یہ لوٹا اُٹھانا مشیت بشریت نہیں ورنہ ان میں سے کسی کو بھی حاجت نہیں ورنہ کربلا میں تو تین دن تک پانی ہی نہیں تھا۔

توجہ۔۔۔۔!

ساتویں کو پانی بند ہوا۔ آٹھ کی صبح آئی، نو کی آئی، دس کی آئی، تین صبحیں، ہر صبح ہر انسان کو کچھ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضرورت ہوتی ہے ناں ؟

مگر یہاں تو پانی ہی نہیں ہے۔

چلو۔۔۔!

حسینؑ تو تطہیر والا ہے مگر وہاں حبیبؓ بھی ہے، جونؒ بھی ہے، زہیرؒ بھی ہے، بریرؒ بھی ہے۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بلکہ آٹھ محرم کو بھی پانچ نمازیں، 9 محرم کو بھی پانچ نمازیں کتنی ہو گئیں ؟

دس۔

دسویں کو صبح کی پڑھی۔

گیارہ۔

پھر ظہرین پڑھی۔

تیرہ۔

تیرہ نمازیں پڑھیں، چودھویں کا ویسے بھی انتظار رہتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

تیرہ نمازیں پڑھیں، اگر خدا نا خواستہ کہیں آلائشِ بشریت ہوتی۔ شامیوں جیسے کمینے دشمن اشتہار نہ لگا دیتے وہ کہتے کہ نجاست میں نمازیں پڑھتے رہے (معاذ اللہ) لیکن شامیوں جیسے حرامیوں کو یہ جرأت نہ ہو سکی۔

مجھے یاد ہے اچھی طرح مَیں نے تمہیں اِسی منبر سے یہ جملہ بتایا تھا ایک اہلِ سنت کے نساب عالم کا۔

دیکھئے۔!

علماء کی قسمیں ہوتی ہیں نا۔ محدث ہوتے ہیں۔ مفسر ہوتے ہیں۔ متکلم ہوتے ہیں۔ مؤرخ ہوتے ہیں۔ مقتل لکھنے والے ہوتے ہیں اِسی طرح نسب لکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ نسابہ وہ عالم ہوتے ہیں شجروں سے تحقیق کرتے ہیں۔ ایک اہلِ

سنت نسابہ عالم نے لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ جو بھی حسینؑ سے لڑنے گئے ۔میں نے بڑی جستجو کی، جس جس کے نام مجھے ملے ان میں ایک بھی حلالی نہیں تھا۔

تو ایسے حرامی دُشمن کتنی بدنامی کرتے لیکن دُشمن کی زبان بھی کچھ نہیں بول سکی۔

کیوں ہوا کیا تھا۔۔۔۔؟

بس ہوا یہ تھا کہ

شبیرؑ نے ایک نگاہِ اکسیر ڈالی اور بشر کو معصوم کر دیا۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔!

تو اَب دیکھنا یہ ہے۔!

ایک نظر ڈالی اور بشر کو معصوم کر دیا۔ یہ بات اکسیر میں ہے، اگر کسی کو اکسیر بنانا آجائے، ایک چٹکی اکسیر پانچ کلو لوہے کو چرخ دے کے آگ پر سونا بنا دیتی ہے۔ یہ معدنیات کا کمال ہے اور جو ذاتِ الٰہی کے علم کا معدن ہے

اُسے حسین علیہ السلام کہتے ہیں۔

آؤ۔۔۔۔!

ایک بہت بڑا تحفہ چھپا کے بیٹھا ہوں تمہارے لیے۔ اُٹھا سکو تو دے دوں۔؟

اگر آپ چار سال کے بچے کو تربوز تحفے میں دے دیں تو وہ نہیں اُٹھا سکتا اور کہاں تربوز اور کہاں یہ جوہر جو پہاڑوں سے بھی بھاری ہے۔ جو مَیں تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں۔

اُٹھالوگے۔۔۔۔۔؟

ویسے تم ہو بڑے پکے، بڑے طاقتور۔ سورہ احزاب کہہ رہی ہے۔

انا عرضنا الا مانته علی السمٰوت والارض والجبال۔ (سورہ احزاب، آیت 72)

ہم نے ایک خاص امانت ساتوں، زمینوں اور پہاڑوں پہ پیش کی تو وہ ڈر گئے اُٹھا نہ سکے۔

اِنسان نے اس کو اُٹھالیا۔

سرکارِ صادق آلِ محمدؑ فرماتے ہیں :۔

هِیَ وِلَایَتُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

اس امانت سے مُراد امیر المومنینؑ کی وِلایت ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

دُوں تحفہ ؟

چونکہ تم نے تو اتنی بڑی چیز اُٹھا رکھی ہے جو پہاڑ نہیں اُٹھا سکے جو آسمان نہیں اُٹھا سکے تو یہ تحفہ بھی انشاء اللہ اُٹھالو۔

اَب حسینؑ کی نظر کی تائید کیا ہے۔۔۔۔؟

نظر یوں ڈالے۔ بشر کو معصوم کر دے۔

میدانِ قیامت میں لاتعداد حسینی آئیں گے جن کے نامۂ اعمال صفحہ چٹ، جن کے پلے لکھ نہیں ہوگا، فرشتے کہیں گے مولاؑ۔۔!

یہ جہنم کے حقدار ہیں، بس آنکھیں اُٹھیں گی، بائیں غضبناک آنکھ فرشتوں کی

طرف، دائیں رحم نچھاور کرتی عزاداروں کی طرف پھر حسین علیہ السّلام عرش کی طرف دیکھ کر کہے گئے مَیں نے ایک نظر میں ان سب کو معصوم کر دیا، اَب ڈال معصوموں کو جہنم میں ۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب فیصلہ تم سے لینا ہے۔۔۔۔۔!

یہ ہے حسینؑ کے دیکھنے کی تاثیر، حسین علیہ السّلام کے خون کا اَثر کیا ہوگا اور حسینؑ کے خون کا نام ہے سکینہؑ۔

مَیں نے کہا کہ حسینؑ پر واجب ہے اُس سے محبت کرے جس سے مُحبت کرنا واجب ہو اور حسینؑ کہہ رہے ہیں :۔

انی لا حبّ دارًا۔

مَیں اس گھر سے محبت کرتا ہوں۔

اب اللہ قرآن میں کہتا ہے :

من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ ۔(سورہ بقرہ، آیت 165)

جنھوں نے اللہ کی ضدیں بنالیں ہیں وہ اللہ کی ضدوں سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کی جائے اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے بڑی شدید محبت کرتے ہیں۔

اَب جب ایمان والا شدید محبت کرتا ہے، حسینؑ تو امام ہے مومنین کا، اَب حسینؑ یا اللہ سے محبت کرے گا یا بیت اللہ سے محبت کرے گا۔ یہ بیت اللہ کا پیار تھا کہ

کر سکنے کے باوجود احرام توڑ دیئے کہ اس کی مجروح نہ ہو، اس کے احترام پہ کوئی انگلی نہ اُٹھائے یعنی یا اللہ کی محبت حسینؑ پر واجب یا بیت اللہ کی، اِدھر کر رہا ہے سکینہؑ اور ربابؑ سے اُدھر کر رہا ہے اُس گھر سے، جس میں یہ رہتی ہیں تو پھر ماننا پڑے گا، یا لکڑی دو حسین علیہ السلام پر وَرنہ یہ دو ماں، بیٹی حسین علیہ السلام کی نظر میں اس کا بدل ہیں------(نعرہ حیدری)

توجہ------!

یہ اس کا بدل ہیں حسین علیہ السلام کی نظر میں اور جس گھر میں وہ رہتی ہیں وہ گھر کعبہ کا بدل ہے باپ چاہے کسی مومن کا دِل ان دو ہستیوں کا گھر ہے وہ کم از کم حسین علیہ السلام کی نظر میں کعبہ ہے اور علی علیہ السلام کی پہچان ہے کہ وہ ملتا ہی کعبہ میں ہے-----(نعرہ حیدری)

توجہ-----!

چونکہ مومن کا دِل کعبہ ثابت ہو گیا اور علی علیہ السلام کعبہ میں رہتا ہے، علی علیہ السلام کو ہی رکھنا، شک کے بت نہ آنے دینا کیونکہ بت آ گئے تو پھر علی علیہ السلام بت توڑ دیتا ہے اور جس کو علی علیہ السلام توڑ دے اُسے وہ بھی نہیں جوڑتا۔ یہ تو اپنے اپنے پیار کی بات ہے، اپنا اپنا بھروسہ ہے۔ علی علیہ السلام کو جلی پہ بھروسہ، جلی کو علی پہ یقین، علی علیہ السلام کہتا ہے کہ جو میرے مالک کا نہیں وہ میرا نہیں اور اُس نے بھی ایسی لاج رکھی علیؑ کی کہتا ہے یا علیؑ جسے مَیں ماروں گا اُسے قیامت میں

اُٹھاؤں گا، اس کی ساعت بھی کروں گا، اسے عذر کا موقع بھی دوں گا، جسے تو

مارے گا سیدھا جہنم جائے گا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

عقبہ بن سمعان جناب ربابؑ کے میکے کی طرف سے غلام تھا۔ بی بیؑ کے جہیز

میں آیا تھا، جب مدینہ سے چلے تو راستے میں اُس نے مولاؑ سے کہا:

مولاؑ ایک گذارش ہے؟

کیا؟

مولاؑ مجھے اپنا گھوڑا اپنے قریب رکھنے کا موقع فراہم کیا کریں۔

مولاؑ نے فرمایا:

لماذا۔ کس لیے ؟

کہتا ہے :مولاؑ !۔ کیونکہ سفر میں چلتے چلتے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے لب مترنم

ہوتے ہیں۔ آپ قرآن پڑھتے ہیں۔

وَاِنِّی اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ الْقُرْاٰنَ مِنْ لِسَانِکَ۔

اور مجھے بہت پسند ہے یہ بات کہ آپ کی زبان سے قرآن سنوں۔

بس اس کا یہ کہنا تھا کہ حسین علیہ السلام کا چہرہ رشک سے گلزارِ جنت ہو

گیا، چہرہ ذوالجلال پہ محبت کی سُرخی چھائی۔

فرمایا :عقبہ !چونکہ تو سکینہؑ کی ماں کا میکے کی طرف سے غلام ہے اِس لیے تجھے

بتا رہا ہوں، تو مجھ سے قرآن سننا پسند کرتا ہے نا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ۔

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے۔

اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ لِسَانِ اِبْنَتِیْ السَّکِیْنَہ۔

مَیں اپنی بیٹی سکینہؑ کی زبان سے قرآن سُننا پسند کرتا ہوں۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔!

حسینؑ اللہ کی زبان ہے اور وہ قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ مَیں اپنی سکینہؑ سے قرآن سُننا پسند کرتا ہوں۔

ششدر ہو کر عقبہ بن سمعان کہتا ہے :

مولاؑ۔۔۔۔!

وجہ۔۔؟ فرماتے ہیں :خُدا کی قسم !

جب وہ قرآن پڑھتی ہے، مجھے لگتا ہے کہ میری ماں زہراءؑ قرآن پڑھ رہی ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب دیکھیں۔۔۔۔!

کل مَیں نے ایک بات کی تھی اگر آپ کو یاد ہو ؟

مَیں نے کہا تھا ناکہ مولاؑ کی ہر بیٹی کا نام فاطمہؑ اور پھر بتایا تھا کہ ایک فاطمہ بتولؑ اسے فاطمہ الزہراؑ کہتے ہیں۔ایک فاطمہ سکینہؑ اور آج وہی لفظ میرے مولاؑ نے کہہ دیئے کہ جو لہجہ قرآن پڑھنے میں میری ماں زہراؑ کا ہے وہی میری بیٹی سکینہؑ کا ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

دو بیبیاں ہیں، ایک کا لہجہ علیؑ کا۔شام والی کا لہجہ علیؑ کا۔سکینہؑ کا لہجہ بتولؑ کا۔اب پتہ چلتا ہے کہ جب بھی مجلس میں شام والی آتی ہے تو جھولی میں سکینہ ہوتی ہے۔دونوں حقیقتیں ضم ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

بس۔۔۔۔!

سمیٹ دی بات!

اَب ایک بات اور ذہن میں رکھ لینا ہے!

مولاؑ نے کیا فرمایا تھا۔؟

مَیں اس گھر سے محبت کرتا ہوں جس میں سکینہؑ اور ربابؑ رہتی ہوں۔

یہ کیوں نہیں فرمایا میرے مولاؑ نے کہ جس میں ربابؑ اور سکینہؑ رہتی ہوں؟

یہ ترتیب فضیلت بتائی مولاؑ نے

بس۔!

دو ہی بیٹیاں ہیں جو اپنی افضل ماؤں سے افضل ہیں۔

(1)۔فاطمہ زہراءؑ اپنی ماں جنابِ خدیجہ سے۔

(2)۔سکینہؑ اپنی ماں جناب ربابؑ سے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

دونوں کی قدریں کتنی مُشترک ہیں۔ایک فاطمہؑ اپنی اُس ماں سے افضل۔

اور ایک فاطمہؑ اپنی اس ماں سے افضل۔

اَرے۔۔۔۔!

جس کا نام ''بابؑ بتولؑ'' نے رکھا ہو۔

سنو۔۔۔۔۔!

یہ رُباب نہیں ہے۔رُباب ایک ساز ہوتا ہے اور اچھے خاصے پڑھنے والے جاہلوں کو میں نے دیکھا ہے رُباب رُباب کہتے ہوئے، توہین ہے بی بی'' کی، بی بی کی، بی بی'' کا نام'' رَباب '' ہے۔زبر(َ) کے ساتھ۔رَباب سفید بادل کو کہتے ہیں اور سفید بادل سے رحمت کی بارش ہوتی ہے نہ کبھی بجلی گری ہے سفید بادل سے

نوٹ

(یہاں پر DVD خراب تھی آگے مصائب نہیں چلا۔ 57:37)

قطعہ

ذہن و ظرف کا ہر امتحان نصیری تھا
زمین تھی محبتِ علیؑ آسمان نصیری تھا
علیؑ کو دیکھ نہ لیتے جو لوگ سجدوں میں
تو آپ کیا ہیں سارا جہان نصیری تھا

ھدیہ عقیدت

Syeda Khushbakht Kazmi

تیسری مجلس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ سے بات شروع کردوں۔!

ھوالذی انزل السکینتہ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم وللّٰہ جنود السموات و الارض وکان اللّٰہ علیماً حکیماً ہ

لیدخل المومنین والمومنات جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ویکفر عنھم سیّاتھم و کان ذلک عند اللّٰہ فوزاً عظیماً ہ۔(سورہ فتح آیت 5،4)

آج اگلا سلسلہ!

ویعذب المنافقین ولمنافقات والمشرکین ولمشرکات الظآنین باللّٰہ ظنّ السوء علیھم دآئرۃ السوء وغضب اللّٰہ علیھم ولعنھم ۔(سورہ فتح آیت 6)

وہی تو اللہ ہے جس نے مومنین کے دِلوں میں خاص سکینہ کو نازل کیا۔

مَیں روزانہ نئے سرے سے جو آیت پڑھتا ہوں، صرف اس لیے نہیں کہ وہی جملے پھر دہراؤں، اَب نہیں ہے بلکہ اس میں بھی کچھ نیا مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔

کہاں نازل کیا۔۔۔؟

فی قلوب المومنین ۔(سورہ فتح، آیت 4)

مومنین کے دِلوں میں

اَب ایک فیصلہ تو یہ کرنا ہے کہ اللہ کہہ رہا ہے:

انزل ۔(سورہ فتح ۔آیت 4)

مَیں نے نازل کیا۔

مولوی کہتا ہے کہ پیدا ہوئے۔

بس۔۔۔۔!

پہلے یہ فیصلہ آپ نے کر کے رکھنا ہے کہ کس کی مانیں۔

توجہ۔۔۔۔!

اللہ نے یہ نہیں کہا :

علی قلوب المومنین ۔

مومنین کے دِلوں پر

اللہ نے کہا ہے :۔

فی قلوب المومنین۔(سورہ فتح، آیت 4)

مومنین کے دِلوں میں

دلوں پر اور دِلوں میں، میں فرق جو ہے، بتاؤں۔؟

سورہ شعراء۔

نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون

من المنذرین ۔(سورہ شعرا، آیت 193،194)

اے میرے حبیبؐ !جبرائیل نے قرآن آپ کے دِل پر اُتارا۔

قرآن رسولؐ کے دِل میں نہیں ۔دِل پر اُترا، اسی اللہ نے رسولؐ سے کہا شب معراج پردۂ توحید کے باہر۔

انی اطلع علی سرائر قلبک فلم اجہ ضیہ الا علیاً ۔

مَیں نے تیرے دِل میں ٹٹول ٹٹول کے دیکھا۔ میں نے تیرے دِل میں سوائے علیؑ کے کچھ نہیں پایا۔

قرآن رسولؐ کے دِل پر، علیؑ رسولؐ کے دِل میں اور سکینہ مومنین کے دِل میں

۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

سورہ مجادلہ، مومنین کی بات کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرما رہا ہے:۔

اؤلئک ۔(سورہ مجادلہ، آیت 22)

پہلے نشانیاں یہ بتائیں :

لا تجد قوماً یومنون باللّٰہ والیوم الاخریوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم وابناءہم اواخوانہم اوعشیرتہم ۔(سورہ مجادلہ، آیت 22)

اللہ کہتا ہے ۔

یہ وہ لوگ ہیں مَیں نے خود ان کے دِلوں میں ایمان لکھ دیا۔

کاش میرے سامنے اس وقت علماء ہوتے پھر مَیں ''علی'' اور ''فی'' کی جوہری بحث چھیڑتا۔

بہرحال۔۔۔۔۔!

اتنا تو بچے بھی سمجھ جاتے ہیں کہ کاغذ پر لکھا جاتا ہے یا کاغذ میں لکھا جاتا ہے؟ کاغذ پر ہوتا ہے نا تو اللہ کو تو کہنا چاہیے تھا کہ مَیں نے ان کے دِلوں پر لکھا،

اللہ کہتا ہے۔۔۔۔۔!

فی قلوبھم ۔(سورہ مجادلہ، آیت 22)

مَیں نے ان کے دِلوں میں لکھا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

یہ تو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے نا کہ ایمان کون ہے۔

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ۔

ایمان علی علیہ السلام ہے۔

اللہ کہتا ہے۔

فی قلوبھم۔

مَیں نے علیؑ ان کے دِلوں میں لکھا۔

پالنے والے۔۔۔۔!

ہمیشہ لکھائی اُوپر ہوتی ہے، تو نے اندر کیوں لکھا ؟

کہا :اوپر والا مٹ سکتا ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔!

علیؑ بھی دل میں، علیؑ مومن کے دل میں، سکینہ مومن کے دل میں، مومن سکینہ کی پناہ میں، سکینہ علی علیہ السلام کی نگرانی میں۔

خاص سکینہ کو مومنین کے دلوں میں نازل کیا۔

لیزدادو ایماناً مع ایمانھم ۔(سورہ فتح، آیت 4)

تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ مزید ایمان بڑھ جائے۔

وللہ جنود السمٰوٰتِ والارض ۔(سورہ فتح، آیت 4)

زمین وآسمان کے لشکر اللہ کے لیے ہیں۔

وکان اللہ علیماً حکیماً ۔(سورہ فتح، آیت 4)

وہ صاحب علم بھی ہے، وہ صاحب حکمت بھی ہے۔

لیدخل المومنین والمومنات جنت تجری من تھتھا الانھر خالدین فیھا۔(سورہ فتح، آیت 5)

ایسا اِس لیے نہیں کیا ہے تاکہ مومن مَردوں کو اور مومنہ عورتوں کو ان جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔

وکان ذلک عند اللہ فوزاً عظیما۔(سورہ فتح، آیت 5)

اور اللہ کے نزدیک یہ عظیم کامیابی ہے

ویعذب المنافقین والمنافقات ۔(سورہ فتح، آیت 6)

اور یہ کام مَیں نے اس لیے کیا ہے تاکہ منافق مَردوں اور منافق عورتوں کو عذاب بھی دوں۔

توجہ۔۔۔۔!

پیچھے عمل ایک ہے، کام ایک ہے

کیا۔۔؟

انزل السکینته فی قلوب المومنین (سورہ فتح، آیت 4)

ایک خاص سکینہ کو نازل کیا مومنین کے دلوں میں تا کہ مومنین اور مومنات کو جنت میں داخل کروں۔

دوسرا یہ مقصد ہے :

ویعذب المنافقین والمنافقات (سورہ فتح، آیت 6)

منافق مَردوں اور منافقہ عورتوں کو عذاب دوں والمشرکین والمشرکات (سورہ فتح، آیت 6)

مشرک مَردوں کو اور مشرکہ عورتوں کو بھی عذاب دوں۔

لاہور والو۔۔۔۔!

منافقت اتنا بڑا جرم تو ہے کہ اللہ نے مشرک کو بعد میں رکھا، منافق کو پہلے، مشرک کو بعد میں منافقہ کو پہلے۔

کیوں۔؟

پالنے والے !

ان پہ اتنا غضبناک کیوں ہوتا ہے۔

کہا :

الظآنین باللہ ظن السوء۔(سورہ فتح، آیت 6)

یہ اللہ پر بدگمانی کرتے ہیں۔

جب میں کتب اہلِ بیتؑ کی ورق گردانی کرتا ہوں تو مولا کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

مَا الظَّنُّ اَشَدُّ مِنَ الظَّنِّ الَّذِیْ اَن یَّظُنَّ الْعَبْدُ قَبِضَ اللّٰہُ عَلَی الْعِلْمِ وَالْقُدْرَۃِ۔

اِس سے بڑی بدگمانی اللہ پہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ نے علم اور قدرت پہ خود قبضہ کر رکھا ہے آگے کسی کو دیا نہیں ہے۔

تو اب یہ بندہ اپنے آئینہ ضمیر میں دیکھے، صحنِ دِل کو ٹٹولے کہ کہیں تم میں سے تو کوئی اس بدگمانی کا شکار تو نہیں ہے کہ ہم جہاں علی علیہ السلام کو مان رہے ہیں وہاں سکینہ کو کیسے مانیں۔ اس کے لیے میں آسان نسخہ بتا دیتا ہوں، اس ظن کو بھگانے کا۔

جو اللہ علیؑ سے اِتنا پیار کرتا ہے کہ اس کے گھوڑے کی اداؤں پر پانچ پانچ قسمیں قرآن کھاتا ہے، اللہ جس کی سواری کی قسمیں کھائے، کہاں علیؑ کی سواری، کہاں علیؑ کی پیاری۔

آؤ آؤ۔۔۔۔۔!

ایک قدرِ مشترک دِکھاؤں؟

تین راتیں بڑی فاطمہؑ کی قدرِ مشترک بتاتا رہا، آج علیؑ کے ساتھ بتاؤں قدرِ مشترک؟

علیؑ ہے رسولؐ سے چھوٹا، صرف عمر نہیں، منصب میں، عہدے میں، حجیت میں، رسولؐ علیؑ پر بھی حجت، علیؑ خُدائی کا مولا، رسولؐ علیؑ کا بھی مولاؑ لیکن یہ بھی ہم نے دیکھا اور حکم خُدا سے دیکھا۔

ارشاد ہوا۔۔۔!

واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین

(سورہ شعراء، آیت 215)

جس نے مومنین سے پہلے تیری اتباع کی ہے اس کے لیے کندھا جھکا۔

جھکا ہے کندھا رسولؐ کا علیؑ کے لیے اور ایک ثانی علیؑ ہے، صرف صورت میں علی نہیں، سیرت میں بھی علیؑ ہے، گو نام علیؑ نہیں، علیؑ جیسا ضرور ہے،

جیسے علیؑ کا "اللہ" نام نہیں مگر اُس جیسا ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

اِس میں گھبراہٹ والی کوئی بات نہیں ہے، اِس لیے کہ عکس ذوالعکس جیسا ہوتا ہے اسی لیے تو وجہ اللہ، لسان اللہ، ید اللہ، جب اللہ، نفس اللہ، کہلاتا ہے علیؑ۔

توجہ۔۔۔۔!

تو نام اس کا علیؑ نہیں مگر علیؑ جیسا ہے ظاہر میں بھی، باطن میں بھی۔

نہیں پہچانا۔۔۔؟

جھنڈا اِسی کا اُٹھاتے ہیں اور پہچانا اسی کو نہیں کون ہے یہ؟

عباسؑ ۔

جس کے بارے میں زبانِ امامت یہ ہے، امام سجادؑ کا یہ فرمان ہے :

اللہ کو تیرہواں امام بنانا اگر مقصود ہوتا تو سوائے میرے چچا عباسؑ کے کوئی نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ امامت کے سارے تقاضے بدرجہ اتم ضم تھے عباسؑ کی ذات میں دیکھئے!

یہ جو کربلا کا واقعہ ہے یہ حادثہ نہیں، یہ حسینؑ خُدا کا طے شدہ معاہدہ ہے، ایک ایک جزو، ایک ایک تفصیل طے ہے، حسینؑ نے اپنے ہمراہیوں کے نام لکھوائے انکے حسب، انکے نسب، ان کے قبیلے، اُن کی عمریں، رنگ، حسینؑ بولتا رہا۔ کاتبِ تقدیر لکھتا رہا۔

حسینؑ بولا۔ لکھ عباسؑ ابنِ علیؑ

سناٹا چھا گیا وہاں۔

حسین علیہ السلام نے کہا : مالک! خاموشی کیوں ہے؟

کہا : لکھتے ہیں۔ کیا یہ بھی لڑے گا ؟

حسینؑ نے کہا: لڑے گا سالار جو ہے۔

کہا : پھر معاہدے میں ترمیم کرنی پڑے گی۔

مالک! وہ کیوں ؟

کہا : میرے بابا علیؑ کی کلائی میں مَیں رہتا ہوں وہ تیری قوت ہے۔

کہتے نہیں ہو ؟

شاویر داں شیر یزداں قوت پروردگار

کہا :علیؑ کی کلائی میں میں رہتا ہوں اور جس کا تو نے نام لیا ہے نا اس کی کلائی میں ہم دونوں رہتے ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔۔!

عباسؑ اپنے دور کا علیؑ ہے۔ ہر جہت میں اسی لیے تو عباسؑ اور نجف کے عدد برابر ہیں، نجف کے عدد بھی 133 ہیں۔

عباسؑ کے بھی 133، کیونکہ دونوں میں علیؑ چھپا ہوا ہے۔

اب دیکھو۔۔۔۔۔!

قوسِ نزولی اور سعودی کے کرشمے کیا ہیں۔ایک موقع پر دیکھا کہ رسولؐ نے کندھا جھکایا علیؑ کے سامنے، ایک دفعہ ثانی علیؑ نے جھکایا سکینہؑ کے سامنے۔

کیوں ؟

اگر تم مشکیزہ پہنا دو مجھے تو حسین علیہ السلام روکے گا نہیں، کیونکہ مولاؑ اجازت نہیں دے رہے تھے نا، تو اسی ذات کے پاس آیا، کندھا جھکایا، آپ اگر پہنا دو مشکیزہ تو نہیں روکے گی امامت۔

توجہ۔۔۔۔!

حسین علیہ السلام ہے وہ ہے جو کہہ دے پھر وہ بھی نہیں کہتا۔

حسینؑ جو کہہ دے پھر وہ بھی نہیں کرتا،

نبوت کہتی رہے کہ لوحِ پہ نہیں لکھے، تقدیر نہیں چاہتی، حسینؑ کہتا ہے ایک دیا، دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، جہاں حسینؑ کچھ کرنے پہ آجائے، وہ فیصلہ واپس لے لیتا ہے۔

میرا علم اِتنا نہیں ہے۔ نہ میرا اِتنا جگر، نہ میرا وہ کلیجہ نہ میری بساط، نہ میری زبان میں قوت کہ مَیں کچھ کہہ سکوں،

لیکن جو حقیقت ہے وہ تو کہے بِنا کوئی چارہ ہی نہیں۔

حسینؑ جو کر دے، وہ فیصلہ واپس لے لیتا ہے اور سکینہؑ جو کر دے، حسینؑ اپنا فیصلہ واپس لے لیتا ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

کیا گوہر یکتا ہے سکینہؑ،

توجہ۔۔۔۔!

جناب رباب سلام اللہ علیہا کی ڈولی آئی، تشریف لائیں جب صحنِ ولایت میں تو سلطانِ کربلاؑ سے بی بیؑ نے کہا:

لَمَّا کُنتَ فِی بَیتِ اَبِی رَاَیتَ فِی الْمَنَامِ ۔

جب مَیں اپنے بابا کے گھر میں تھی، مَیں نے ایک خواب دیکھا تھا۔

کیا۔۔۔۔؟

انی ادور فی الجنته وخلعی وصائف حصار الوجوه

مَیں جنت کی سیر کر رہی ہوں میرے پیچھے نورانی چہروں والی کنیزیں چل رہی ہیں۔

جاءت وصفیته۔

ایک نوری چہرے والی کنیز بھاگی بھاگی آئی مجھے جھک کے اَدب سے سلام کیا اور کہا:

اجیبی الطاھرہ۔

طاہرہ بی بیؑ کے دربار میں حاضری دو مَیں چل پڑی۔

اذا عان بامرۃ حلیلته جالسته علی سیریر من نور وحوله نور لا تطیق به البصر۔

مَیں نے دیکھا کہ ایک جلیل القدر بی بیؑ نور کے تخت پر جلوہ فگر ہے اس کے گرد نور کا حالہ ہے نظر کو طاقت نہیں کہ اس کے چہرے کی اٹھ سکے۔

توجہ ہے۔۔۔۔۔!

یہ حسینؑ کا حرم کہہ رہا ہے، ایک مخدرہ، معظمہ، پردہ دار بی بیؑ کہہ رہی ہے کہ نگاہِ کی قدرت ہی نہیں کہ چہرے کی طرف اُٹھ سکے۔

فلما بصرت بی رحبت بی۔

مجھے بھی جب دیکھا تو اس مخدومہ نے فرمایا۔

مرحبا۔

جی آیاں نو

واجلستنی علی السریرہ بجانب السیر ھا۔

اس بی بیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اپنے پاس تخت پہ بائیں طرف بٹھایا۔

توجہ۔۔۔۔!

یہ بائیں طرف بٹھانے پر جملہ ہے۔

مَیں بڑے قبلہ کے دور کی بات ہے، مَیں پڑھ رہا تھا تفسیر تو اس میں مَیں نے پڑھا کہ سرکار رسالت مآبؐ فرماتے ہیں کہ شب معراج مَیں جب انبیاء کو نماز پڑھائی سلام کے بعد مَیں دائیں مُڑا۔

اذا بجدی ابراھیم ۔

میری اپنے دادا ابراہیمؑ پر نظر پڑی پھر میں بائیں مڑا

فاذا باخی علی ۔

میری بھائی علیؑ پر نظر پڑی۔

مَیں نے پڑھا تو مَیں کتاب لے کر دوڑا اپنے قبلہ کے پاس مَیں نے کہا یہ کیا ہے؟

اُنھوں نے کہا: کیا ہے۔

دیکھئے!

مَیں اگر اپنے قبلہ کا بھی کوئی جملہ پڑھتا ہوں تو ان کے حوالے سے حالانکہ ان کا وارث ہوں مَیں، میرا ہی حق ہے لیکن حاضے کی داد دینی چاہیئے ان کو جو مجھے ہی سناتے ہیں مجھ کو۔

خیر۔۔۔۔!

انھوں نے دیکھا اور کہا : کیا ہے؟

مَیں نے کہا : حضرت ابراہیمؑ ٹھیک معتبر ہیں وہ رسولؐ کی دائیں طرف، میرا مولاؑ بائیں طرف

انھوں نے کہا : او جھلیا !۔ دِل کس طرف ہوتا ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اب اِس مخدومہؑ نے بائیں طرف جناب ربابؑ کو جگہ دے کر زمانے کو بتا دیا کہ اگر سکینہؑ تمہارے دلوں میں رہتی ہے تو یہ میرے دِل میں رہتی ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

کہا : مجھ سے باتیں کرتی رہیں، مجھے بہلاتی رہیں

کانت بجانبها الایمن تاج من نور۔

بی بیؑ کے دائیں طرف ایک نوری تاج پڑا تھا

اخذت و وضعت علی راسی۔

بی بیؑ نے وہ پاکیزہ تاج اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کے میرے سَر پہ رکھ دیا اور فرمایا :

"برکت دے تجھے اللہ، مبارک کرے تجھے خُدا۔ اے دو گوہروں کی ماں

کہا : مولاؑ ! مَیں نے خواب میں کہا :

لست متزوجته یا سیّدتی۔

بی بیؑ مَیں تو شادی شدہ ہی نہیں ہوں

آپ کیا فرمارہی ہیں اور آپ ؑ کون ہیں۔

یہ راز کیا ہے

قالت انا فاطمته بنت رسول الله۔

انھوں نے کہامیں رسول ؐ کی بیٹی فاطمہ ؑ ہوں کل صبح میرے بیٹے حسین ؑ کا قاصد آئے گا شادی کا پیغام لیکر خالی نہیں بھیجنا۔

جس کی شادی کے پیغام زبانی بے زبانی سے اللہ نے دیئے ہوں وہ جنت میں بیٹھ کے ربابؑ کا رشتہ طے کررہی ہے۔

پھر اُس بی بیؑ نے مجھے ایک چادر اوڑھائی

توجہ۔۔۔۔!

جس بی بیؑ سے بابا چادر مانگے۔

یہان لفظ بھی ''الکساء'' کا ہے

جس سے بابا کہے۔

ایتنی بالکساء۔(حدیث کساء)

مجھے کساء اوڑھا

وہ سکینہؑ کی ماں کو دلہن مانگے اوڑھارہی ہے۔

کہا: مولاؑ !اور اس چادر کے ہر ریشے سے اِتنا نور نکل رہا تھا۔نظر چندھیا رہی تھیں پھر اس بی بیؑ نے مجھے ایک گوہر، ایک موتی کی طرح کی چیز دی جو یاقوت

جیسی تھی۔لیکن رنگت اس سے حسین ترین تھی اور روشنی میں اس سے کہیں نورانی۔یہ دونوں چیزیں مجھے دے کر کہا۔

ان دونوں چیزوں کی حفاظت کرنا یہ دونوں چیزیں زخیرہ ہیں۔قیامت کے دن کام آئیں گے۔

کہا:مولاؑ !میری آنکھ کھل گئی۔

مَیں نے اپنی ماں کو بلایا۔امی جان مَیں نے ایک خواب دیکھا رسولؐ کی بیٹی نے مجھے اپنے ساتھ تخت پہ بیٹھایا۔میرے سر پہ تاج رکھا۔مجھے نورانی چادر عطا کی۔مجھے گوہر دیا۔

بی بیؑ کہتی ہیں :ابھی مَیں آخری لفظوں تک پہنچی تھی کہ دروازہ بجا۔میرا بابا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو میرے بابا کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا ہے کہا :۔

با لبلا ب رسو ل ابن رسو ل اللہ ۔

اللہ کے رسولؐ کے بیٹے کا قاصد دروازے پہ تیری بیٹی کا رشتہ مانگنے آیا ہوا ہے۔

کہا:مولاؑ !یہ خواب تو پورا بھی ہوگیا،میری سمجھ میں بھی آگیا،دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔

وہ چادر کیا ہے۔

وہ گوہر کیا ہے؟

توجہ۔۔۔۔!

پہلے بیٹھا تھا سلطانِ کربلاؑ پھر کھڑا ہو گیا، فرمایا :-

اما الکساء ھی ابنتی السکینته ۔

وہ چادر میری بیٹی سکینہؑ ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اس سکینہؑ کی ذات میں عطائے بتولؑ کے اسرار بھی ہیں۔یعنی علامت ہے سکینہ

کا وجود، اس کا بدن کساءِ فاطمیہ کا اور کساءِ فاطمی کیا ہے ؟

جس سے رسولوںؑ کا رسولؐ شفا مانگے، فاطمہؑ کی چادر وہ شیء ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

انی اجد فی بدنی ضعفاً فقلت له اعیذک باللّٰہ یآ ابتاہ من الضعف فقال یا فاطمته ایتینی با لکساء الیمانی فغطینی به ۔(حدیث کساء)

اب ہر کوئی اِس کا ترجمہ یہ کر لیتا ہے :

مجھے چادر اوڑھا دو

یہ '' اوڑھانا '' کس کا ترجمہ ہے ؟

فغطینی بہ

اپنی چادر سے مجھے ڈھانپ لے

توجہ۔۔۔۔!

" البسینی " نہیں کہا، " غطینی "۔کہا ہے، ڈھانپ لے ہاں!

کساء وہ ہے جس سے رسولؐ شفاء مانگے اور اس کساء کی علامت ہے سکینہؑ تو کیا یہ شفاء نہیں دے سکتی؟

ارے۔۔۔۔۔!

تجھے کیا کیا شفاء دے سکتی ہے۔

مجھے اِس منبر کے غلاف کی قسم!

مَیں نے اس بی بیؑ کے القاب میں ایک لقب پڑھا ہے :۔

شفاء لصدر الحسین ۔

حسین علیہ السلام کے سینے کی شفاء۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

فرمایا۔وہ چادر میری بیٹی سکینہؑ ہے۔

یہ تو وہ ہستی ہے جس کو آنے سے پہلے لقب عطا ہوا۔ابھی دُنیا میں نہیں آئی۔لقب پہلے،

واما الجوھر ابنی علی اصغر ۔

اور وہ جو جوہر تھا وہ میرا بیٹا علی اصغرؑ ہے۔

یہی شرف تھا اِس مخدومہؑ کے پاس۔

ہاں۔۔۔۔!

جب بی بیؑ نے کہا تھا نا کہ بی بیؑ!

مَیں تو شادی شدہ نہیں ہوں، یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ؟

تو وہاں خاتونِ جنت نے ایک جملہ بولا !

اما ان تکون ان ترمنینی ملیکتہ الفردوس وخدمک الحور والاملاک۔

تو اس بات پہ راضی نہیں کہ تو فردوس کی ملکہ ہو جائے اور دُنیا ہی میں تیری خدمت حوریں اور فرشتے کریں۔

یہ شرف کیا ہے ان دو گوہروں کا جو ایک چادر کی صورت میں ایک یاقوت کی شکل میں عطا ہو رہا ہے اور یہ احترام شاہِ نجفؑ کی نظر میں تھا۔

یہ مَیں نے پرسوں بتایا تمہیں کہ بڑا پیار کرتے تھے اس بہو سے، بہت احترام کرتے تھے، ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، وہ علیؑ نے چھوڑ دیا، کہا آندھی آ رہی ہے اور مَیں نہیں چاہتا کہ میری بہو کے سر میں خاک پڑ جائے۔

ذِکرِ مصائب

عزادارو !

ایک سوال کرنا چاہتا ہون شاہِ نجفؑ سے، مولاؑ !

آج خاک برداشت نہیں، ربابؑ کے سر کے زخم کیسے برداشت کرو گے۔

عُلماءِ مقاتل نے یہی لکھا ہے کہ ہر بازار کا پہلا پتھر ربابؑ نے کھایا۔

کیوں۔؟

مَیں نے جو تحقیق کی کہ ہر بازار کا پہلا پتھر آ کر اس بی بیؑ پہ کیوں آیا، دُشمنی تو اولادِ

علی علیہ السلام سے زیادہ تھی، تو تحقیق کے بعد بات یہ سامنے آئی کہ جس بازار میں داخل ہوتا تھا قافلہ اہلِ بیتؑ کا اس بی بیؑ کی نظر علیؑ کی بیٹیؑ پہ رہتی، یہ زینبؑ کے ساتھ ساتھ چلتی، جونہی دیکھتی کہ کوئی کمینی عورت پتھر اُٹھا کے زینبؑ کو مارنا چاہتی ہے، ربابؑ دوڑ کے سامنے آجاتی، ربابؑ کی کبھی پیشانی زخمی، کبھی رباب کا سر زخمی ہو چکا ہے پرسہ، بہت جھتیں بی بیؑ کے مصائب کی، صرف ایک جملہ کہہ کر مَیں اختتام کرنے لگا ہوں۔

ذاتِ واجب کی قسم !

جتنا بڑا انعام لیا اِس بی بیؑ نے اُتنا بڑا امتحان بھی دیا۔

عزادارو۔۔۔۔۔!

جب رہا ہو کے آیا ہے نا قافلہ اہلِ بیتؑ کا تو 2 روایتیں ہیں، ایک میں ہے 3 دِن کربلاؑ میں قیام ہوا، ایک میں ہے 9 دِن اگر تین دِن رہے تو چوتھے دِن تیاری، اگر 9 دِن تو دسویں دِن تیاری۔

محمل تیار۔ عماریاں سج گئیں۔ مخدرات عصمت حسینؑ کی قبر سے وداع ہو ہو کے محملوں پہ سوار ہو رہی ہیں اور جس کی مَیں بات کر رہا ہوں اسے کچھ پتہ نہیں کہ ہو کیا رہا ہے، بس قبرِ حسینؑ پہ بیٹھی ہے آہستہ آہستہ کہہ رہی ہے میرے سردار تیرے زخموں کا ماتم۔ تیری پیاس کا نوحہ پڑھوں، تیرے پانی کے سوال کا ماتم کروں۔

یقیناً!

روز مجلس کی رُوحانیت سے پتہ چلتا ہے کہ مجلس کے وارث اِدھر بھی ہیں، کنات کے اندر بھی ہیں، خون رونے والا امامؑ تم میں سے کسی کے دائیں یا بائیں ہے مَیں نشاندہی تو نہیں کر سکتا لیکن تحقیق بھی ہے اور عقیدہ بھی وہ بھی امّاں کہتا تھا اِسے،

بس!

قریب آیا، بلاتشبیہہ کندھے پہ ہاتھ رکھا امّاں!

جیسے کوئی خواب سے جاگے، کہا: جی میرے لعل!

اماں !۔وطن

میرے لعل !جن کا ہے اُن کو لے جا۔

میرا وطن وہی ہے جہاں تیرے بابا؏ کی قبر ہے، مَیں نے نہیں آنا۔

عزادارو۔۔۔۔!

سجاد؏ کی سُرخ آنکھیں غیرت سے مزید لال ہوئیں امّاں !

الامان کریں، ہاشم؏ کی ناموس کو، علیؑ کی بہو ہو۔حسین علیہ السلام کی عزت کو، اپنی غیرت کو اس جنگل میں اکیلا چھوڑ دوں۔

عزادارو۔۔۔۔۔۔!

حسینؑ کی قبر ہلی۔آواز آئی، سجاد؏ !

تیرا بابا اِتنا کمزور نہیں۔ماں نہیں جانا چاہتی تو مجبور نہ کر، چھوڑ دے رباب؏ کو

یہاں، مَیں اپنی عزت کی حفاظت کر سکتا ہوں۔

سجاد ؑ چلا گیا، پورا سال عراق سے آنے والے حاجی، تاجر، زائر جب آتے

، تیرے مولا سجادؑ کو ملتے کہتے مولاؑ !

آج کل کربلا کا رنگ بڑا عجیب ہے فرماتے کیا عجیب ہے ؟

مولا ؑ جب سُورج ڈوبتا ہے کربلا کی دھرتی میں ساری رات سرحدیں کربلا کی

چاروں طرف ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہے، جس کے بازو نہیں ہیں، کہتا ہے قافلے

والو !

دُور سے گذر جاؤ۔

یہاں زہراؑ کی بہو کا قیام ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

شیعانِ علیؑ کے لئے کلام کی صورت میں انمول تحفہ :

کہتا ہے مُلا ذِکر علیؑ نہ کرو نماز باطل ہے

ہمارے مرکز کے آگے دوسرا نظام باطل ہے

اَرے او!

اِبلیس کے پوتے تجھے کیا پتہ جلوہِ وِلایت کیا ہے

نماز تو کچھ بھی نہیں علیؑ کے بنا پورا اِسلام باطل ہے

چوتھی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ ہے بات شروع کی جائے !

ھو الذی انزل السکینہ فی قلوب المومنین لیزدادو
اایماناً مع ایمانھم وللّٰہ جنود السموت والارض و
کان اللّٰہ علیماً حکیماً ہ

لیدخل المومنین والمومنات جنت تجری من
تحتھا الانھار خالدین فیھا ویکفر عنھم سیاتھم وکا
ن ذالک عند اللّٰہ فوزاً عظیما ہ

ویعذب المنافقین والمنافقات والمشرکین وا
لمشرکات الظانین باللّٰہ ظنّ السوء علیھم دائرۃ ا
لسوء وغضب اللّٰہ علیھم ولعنھم واعدلھم جھنم
وسآءت معصیراً

وللّٰہ جنود السموات ولارض وکان اللّٰہ عزیزاً
حکیماً ۔(سورہ فتح۔آیت، 4,5,6,7)

وہی جس نے مومنین کے دِلوں میں ایک خاص سکینہ کو نازل کیا۔

کل تک مَیں ترجمہ کرتا رہا ہوں۔

تا کہ ان کا ایمان بڑھ جائے۔

وہ ترجمہ صحیح نہیں تھا۔ یعنی غلط بھی نہیں تھا لیکن حقیقی نہیں تھا۔

حقیقی ترجمہ یہ ہے۔

تا کہ وہ مومن خود اپنا ایمان بڑھا لیں اس ایمان کے ساتھ جو ان کے پاس پہلے ہے اور زمین و آسمان کے لشکر اللہ کے لیے ہیں اور اللہ علم بھی رکھتا ہے کہ صفت کہاں رکھی ہے اور وہ صاحب حکمت بھی ہے اور یہ مَیں نے اس لیے نازل کیا تا کہ مومن مرد، مومنہ عورتوں کو ان جنتوں میں داخل کروں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے اور اِس لیے نازل کیا تا کہ مَیں مومنین کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں۔

توجہ۔۔۔۔!

مَیں چیلنج کرتا ہوں۔۔!

جہاں سے سورج نکلتا ہے اور جہاں پر ڈوبتا ہے کائنات میں وہ شیء دکھاؤ کہ ہو لوہا اور بن جائے سونا، یہ صرف چودہؑ کی ولایت کا اثر ہے کہ بندہ لائے گناہ، بن جائے نیکی۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔!

مَیں نے تحقیق کی تفاسیر اہلِ بیتؑ کی وَرق گردانی کی، کتب اہلِ بیتؑ کو کھنگالا کہ وجہ کیا ہے، کیا سرخاب کا پر ہے مومن کے پاس کہ وہ لائے گناہ، بن جائے گی نیکی؟

کہا : کہا اور کوئی چیز نہیں اس کے پاس سوائے علیؑ کی ولایت کے اور علیؑ کی ولایت وہ شیء ہے کہ گناہوں کی نجاست جب تک دور رہے گناہ ہوتی ہے، جب علی کی وِلایت کے سمندر کی لہروں میں شامل ہو جائے تو نیکیوں میں بدل جاتی ہے۔

لاہور والو۔۔۔!

کہنا یہ ہے کہ جو علی ولی اللہ تیرے گناہ کو نیکی میں ڈھالتا ہے اُسی کو نماز سے نکال کے نماز کو گناہ کیوں بنا رہا ہے۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اور اللہ نے خاص سکینہ کو مومن کے دِل میں اِسی لیے نازل کیا ہے کہ اس کے گناہ نیکیوں میں ڈھل جائیں۔

و کان ذالک عند اللّٰہ فوزاً عظیماً ۔(سورہ فتح۔آیت 5)

اور یہی اللہ کے نزدیک عظیم کامیابی ہے۔

ویعذب المنافقین والمنافقات ۔(سورہ فتح۔آیت 6)

اس لیے بھی نازل کیا کہ منافق مرد اور منافق عورتوں کو عذاب دوں۔

والمشرکین والمشرکات ۔(سورہ فتح۔آیت 6)

اور مشرک مرد اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دوں۔

کیوں ؟

الظآنین باللّٰہ ظن السّو ۔(سورہ فتح۔آیت 6)

یہ اللہ پہ بدگمانی کرتے ہیں

توجہ۔۔۔۔!

اس گھر سے محبت ہی ایسی ہے اللہ کو کہ چاہے ان کا ہو کا رشتہ دار کیوں نہ ہو اللہ کو سنے دینے پہ آ جاتا ہے۔

تبت یدا ابی لھب و تب۔

حالانکہ سب کچھ کر سکتا ہے، یہ کوسنے، یہ بدؔ دعائیں، ہر حد تک جاتا ہے خدا اور یہاں بھی اِسی طرح بددُعا کے زمرے میں اللہ کہہ رہا ہے۔

علیھم دائرہ السّوء۔ (سورہ فتح۔آیت 6)

مجھ سے بدگمانی کرتے ہیں اس معاملے میں کہ مَیں نے ایسا کیوں کیا ان پر اپنی برائی کا چکر پڑے۔

اے اللہ !۔بس یہ بدؔ دعا دے کے تو فارغ ہو گیا ؟

کہا :نہیں !

غضب اللہ علیھم۔ (سورہ فتح۔آیت 6)

ان پہ اللہ کا غضب بھی ہے

ولعنھم ۔ (سورہ فتح۔آیت 6)

اللہ نے ان پر لعنت بھی کی ہے

واعد لھم جھنم ۔ (سورہ فتح۔آیت 6)

اور اللہ نے ان کے لیے مہیا کر رکھی ہے جہنم

وساءت مصیراً ۔ (سورہ فتح۔آیت 6)

اور کتنا برا ٹھکانہ ہے
اب جب مومنین کی بات کی تھی تو پھر بھی کہا تھا۔

وللہ جنود السّموات والارض ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

زمین وآسمان کے لشکر اللہ کے لیے
آگے کہا تھا۔

و کان اللہ علیماً حکیماً ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

اللہ علیم بھی ہے، حکیم بھی
اور پھر منافقین، منافقات، مشرکین، مشرکات کی بات کر کے پھر کہتا ہے۔

وللہ جنود السموات والارض
و کان اللہ عزیزا حکیماً۔

زمین وآسمان کے لشکر اللہ کے لیے ہیں اللہ غلبے والا بھی ہے۔
پس!
ترجمہ :اختتام کو پہنچا !
آیت کہاں سے شروع ہوئی؟

ھوالذی انزل السّکینہ فی قلوب المومنین
(سورہ فتح۔آیت 4)

روز نازل کس نے کیا، ؟

ھو وہ ہے جس نے خاص سکینہ کو مومنین کے دِلوں میں نازل کیا۔
''اللہ وہ ہے'' بھی نہیں کہا بلکہ ''ھو وہ ہے'' کہا

توجہ۔۔۔۔۔!

اب مَیں ایک اور آیت پڑھتا ہوں۔

سورہ شوریٰ، اس میں اللہ کہہ رہا ہے

اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان

(سورہ شوریٰ۔ آیت 17)

وہی تو اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ قرآن نازل کیا۔

قرآن نازل کرتے ہوئے کہتا ہے۔ وہی تو اللہ ہے

سکینہ نازل کرتے ہوئے کہتا ہے :وہی تو ھو ہے

قرآن نازل کرنا اللہ کا کام۔ سکینہ نازل کرنا ھو کا کام اور ھو اللہ سے بھی بڑا ہے۔

قل ھو اللہ احد (سورہ توحید۔ آیت 1)

جتنا اللہ سے ھو بڑا ہے اتنا قرآن سے سکینہ بڑی ہے چونکہ ھو نے الوہیت کو ظاہر کیا ہے۔

قل ھو اللہ احد (سورہ توحید۔ آیت 1)

ھو نے ظاہر کیا اللہ کو، اللہ نے ظاہر کیا احد کو

توجہ۔۔۔۔۔!

مَیں قرآن سے اس کی صفت پوچھی تو سورہ یونس نے آواز دی۔



یا یھا الناس قد جاء تکم موعظته من ربکم وشفاء لمافی الصدور وھدی ورحمته للمومنین ۔
(سورہ یونس ۔آیت 57)

پہلے کہا۔

یا یھا الناس ۔(سورہ یونس ۔آیت 57)

پہلے خطاب شروع کیا لوگوں سے

قد جاء تکم موعظته من ربکم ۔(سورہ یونس ۔آیت 57)

یہ جو قرآن ہے تمہارے پاس یہ نصیحت بن کے آیا۔

نصیحت تمام لوگوں کے لیے ہے اور شفاء ہے مومنین کے سینوں کے لیئے۔

اگر اَب بھی کسی کو شک ہے تو مَیں اور آیت پڑھتا ہوں

وننزل من القران ما ھو شفاء ورحمته للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارًا ۔(سورہ بنی اسرائیل ۔آیت 82)

یہ جو قرآن ہے یہ شفاء ہے، رحمت ہے مومنین کے لئے ظالم اس کے پاس نہ آئے ورنہ خسارہ بڑھ جائے گا۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ مَیں مومن کے سینے کی شفاء ہوں ۔سکینہ حسینؑ کے سینے کی شفاء ہے ۔کہاں مومن کے سینے کی شفاء ہونا ۔کہاں حسین علیہ السلام کے سینے کی شفاء ہونا۔

او۔۔۔!

حسین علیہ السلام تو وہ ہے جس کے شہر کی خاک میں شفاء ہے میں نے غلط تو نہیں کہا ؟

ہے نا حسینؑ کی دھرتی کی خاک، خاکِ شفاء

حسینؑ وہ ہے جس نے اپنے شہر کی خاک میں وہ وہ کرشمے بھر ڈالے۔ وہ وہ طلسم سمو دیئے۔ عقلِ ملکوتی گنگ۔ زبانِ علم پر لکنت۔

توجہ۔۔۔۔۔۔!

سات آسمان ہیں

قرآن کہتا ہے :

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض

۔(سورہ انعام۔آیت 75)

ہم نے ابراہیمؑ کو زمینوں اور ساتوں آسمانوں کی سلطنت دکھائی۔

ساتوں آسمانوں کی۔ اس سے آگے نہیں دیکھ سکے، اِس سے آگے سدرۃ المنتھیٰ ہے، اس سے آگے جنت الماویٰ ہے، اس سے آگے کرسی ہے، اس سے آگے لوح ہے، اس سے آگے قلم ہے، اس کے آگے عرش ہے، اس کے آگے حجابات ہیں اور تیرے مولا صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

ان السجود علی طین قبر الحسین یخرق الحجب ا

لسبعتہ۔

میرے دادا مظلومؑ کی قبر کی خاک پہ ایک سجدہ کرو ساتوں حجابات کو چیر کے گذر جاتی۔۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اگر اَب بھی کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو سنو۔۔۔!

حسین علیہ السلام وہ طبیبِ کبریائی ہے جو بیماریاں بڑھانے والی چیز کو شفاء کر دیتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

ایک ڈاکٹر تو میرے سامنے کھڑا ہے۔چھوٹا موٹا ڈاکٹر نہیں، نیوروسرجن ہے۔

ایک بندے کو مٹی کھانے کی عادت ہے، پندرہویں دِن ڈاکٹر کا محتاج ہو جائے گا یعنی خاک بیمار کرتی ہے۔حسینؑ کی شفاء دیتی ہے۔

اچھا۔۔۔۔!

اَب تمہارے شعبہ کی بات کرتا ہوں!

مجھے زخم لگ گیا،مَیں نے اوپر مٹی لگا دی،ڈاکٹر سلمان نے دیکھا،

کہا :قبلہ!یہ ورم کیوں ہے؟

کیا کیا تھا۔؟

مَیں نے کہا:تھوڑی سی مٹی لگائی تھی۔

کہا:قبلہ!پڑھے لکھے ہو کر ایسی حرکت،آپ کو پتہ نہیں کہ زخم کو خراب کرتی ہے مٹی۔

توجہ۔۔۔۔۔!

یہ تو مٹی ہے اور حسین علیہ السلام وہ طبیب کبرائی ہے اس کے چودہ سو سال بعد والے گھوڑے کے سموں کی مٹی میں شفاء ہے۔آج چودہ سو سال بعد، نہ حسینؑ ہوتا ہے نہ اس کا مرتجز ہوتا ہے،کوئی ہم اپنا گھوڑا سجا کر کہتے ہیں کہ یہ حسینؑ کا ہے ہمارے استبل کا گھوڑا، کپڑا ہماری دوکانوں کا، زین ہمارے شہر کے موچی کی سلی ہوئی، بس ہم نے نام دے دیا کہ یہ حسینؑ کا گھوڑا ہے،اس کے سموں کی مٹی شفاء بانٹنے لگی،تو اگر آج کا مومن میدانِ قیامت میں جب کہے گا

کہ مَیں حسینؑ کا ہوں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

تو اَب فیصلہ کرو۔۔۔۔!

اَب مَیں پھر دہراتا ہوں کہ حسینؑ وہ طبیب رُوحانی الٰہی ،وہ طبیب کبرائی جو بیماریاں بڑھانے والی چیز میں شفاء بھر دے۔اس کے سینے کی شفاء سکینہؑ۔اس کے بدن کی شفاء نہیں۔حسین علیہ السلام کے سینے کی شفاء

توجہ۔۔۔۔!

قرآن مومن کے سینے کی شفاء۔سکینہؑ امام المومنین کے سینے کی شفاء تو پھر فرق ہونا چاہیے نا۔قرآن کو اللہ نے نازل کیا۔سکینہ کو۔ ھُوَ نے نازل کیا۔

مَیں نے قرآن سے پوچھا :آدمؑ ھو نے بھیجا ؟

جواب مِلا :نہیں

نوح ؑ کو ؟

نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کو ؟

نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو ؟

عیسٰی علیہ السلام کو ؟

نہیں۔

ایک آیت کوئی دِکھادے پوری جائیداد دے دُوں گا کہ کہیں اللہ نے کہا ہو کہ وہ هُوَ ہے جس نے فلاں کو نبی بنا کے بھیجا۔

بس۔۔۔۔!

ایک آیت ہے، ایک نبی ؐ کے بارے میں ہے، سورہ توبہ میں ہے، سورہ فتح میں ہے، سورہ صف میں ہے تین جگہ ایک ہی آیت دہرائی ہے اللہ نے۔۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق۔

(سورہ توبہ۔ آیت 33 سورہ فتح۔ آیت 28 سورہ صف۔ آیت 9)

وہی تو هُوَ جس نے محمد ؐ کو دینِ حق دے کے بھیجا۔

یا ھو نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وَ آلہ وسلم کو بھیجا یا ھو نے سکینہ ؑ کو نازل کیا

کوئی تو محمدیت اور سکینہ ؑ میں قدرے مشترک ہے۔

یہ کیوں بار بار کہہ رہا ہے خُدا ؟

ھو الذی انزل السکینہ ۔(سورہ فتح ۔آیت 4)

وہی تو ھو ہے جس نے خاص سکینہ کو نازل کیا۔

سکینہ، یہ الف لام ہے، جس نے خاص سکینہ کو نازل کیا۔

وہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ چودہ سو سال پہلے مدینہ میں ظاہر ہوئی، جب سے ھو ہے ،جب ھو تھا تب اگر جو تھے، یقیناً تھے تو اُس وقت سکینہ ؑ بھی تھی۔

باقی کون تھے ؟

ایک حقیقت تھی چونکہ جس نے صادر کیا وہ بھی ایک اور واحد سے واحد جہت میں واحد شیء صادر ہوتی ہے۔ یہ علم الٰہیات کا مسئلہ ہے۔ وہ بات علماء سے کرنے والی ہے۔

ان الواحد لا یصدر الا الواحد۔

واحد شیء صادر ہوتی ہے

تو اللہ نے ایک واحد کو ہی صادر کیا اور وہ اِتنا با کمال تھا، اِتنا قابلِ تعریف تھا۔ اِتنا لائقِ حمد تھا کہ اس نے کہا کہ تو محمد ؐ ہے۔ اور پھر بے ہاتھ کی ذات نے اس کو صادر کر کے ہاتھ کو روک لیا۔ آگے جو بھی بنایا، ذریعہ اسی کو بنایا، اسے اللہ نے نظرِ جلال سے دیکھا، مصدرِ حیاء کو پسینہ آیا۔ اللہ نے ایک ایک بوند سے ایک ایک نبی بنا ڈالا۔ الگ سے کوئی شئی نہیں بنائی۔ اسی سے بنایا پھر کہا۔ میرے حبیب ؐ ! ذرا سانس لے۔

میرے رسول ؐ نے سانس لی، اللہ نے روحیں بنا ڈالیں۔

کہا: میرے حبیب ! ذرا اپنے حبداروں کا تصور کر کے مسکرا۔

میرا نبی مُسکرایا، اللہ نے جنت بنا دی

کہا: تیرے بھائی علیؑ کے بڑے دُشمن ہوں گے۔

ذرا لعنتیوں کا تصور کر کے غصے میں تو آ۔

رسولؐ غضب میں آئے، اللہ نے جہنم بنا دی۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

تو یہ تھے ھویت کے وقت، اسی وقت سکینہؑ تھی جو سب کی تسکین تھی، پھر اللہ نے ھویت والے خاندان کو زمین پہ اُتارا اپنی ضرورت کے لئے، تسکین کو روکے رکھا۔

توجہ۔۔۔۔!

مَیں نے پہلی مجلس میں کہا تھا کہ قرآن جو دعوٰی کرتا ہے کہ مجھ میں کائنات کی ساری حقیقتیں ہیں وہ اسی طرح ہے، اگر ایک آیت ایک حقیقت کے لئے ہو تو پھر تو ساڑے چھ ہزار حقیقتوں کے لیے آیا ہے قرآن پھر کائنات کی حقیقت کیسے ہوگی ؟

ہاں۔۔۔!

ایک ایک آیت میں پتہ نہیں کتنی حقیقتیں ہیں۔

توجہ۔۔۔۔!

تسکین کو روکے رکھا پھر پتہ نہیں کیا ضرورت کی کہا کہ ھویت والوں کو بھیج دیا تھا اب تو سب تسکین ہے اُن کی بھی، بے دِل کی بھی، اب تجھے ھویت والے گھرانے

میں بھیجتا ہے اور اللہ نے پھر قرآن میں اِشارہ دے دیا۔
(سورہ توبہ، آیت 26)
ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ
پھر اللہ نے اپنی سکینہ کو اپنے رسولؐ پہ نازل کر دیا۔

ہاں۔۔۔م۔۔۔!
ایسے ہی تو نہیں بن گئیں حسینؑ کے سینے کی شفاء حسینؑ لیٹا کہاں ؟
جب سے دُنیا میں آیا پہلے دِن سے لے کر جب تک رسولؐ نے زمین نہیں چھوڑی حسینؑ بیٹا رسولؐ کے سینے پر، حسینؑ کی شفاء تھا محمدؐ کا سینہ، جب وہ نہ رہا، یہ شفاء سکینہؑ میں ڈھل گئی۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔۔!
اب مَیں نے کچھ کہا
ایک تو کفر کا ڈر بھی ہے کہ کہیں کافر ہی نہ ہو جاؤں !
"ایسا بھی کیا پیار جو کافر کر دے"
یہ جو نصیری ہے نامُراد، یہ پیار میں ہی تو کافر ہوا ہے، اپنی طرف سے تو محبت دِکھائی ہے ہو گیا کافر اور مشرک، ہم یہ نہیں ہونا چاہتے۔
اَب مَیں بات اہلِ یقین سے کرنے لگا ہوں !
ابھی میرے منبر پر بیٹھتے ہی، خطبہ پڑھنے سے پہلے سعید بھائی بات کر رہے تھے تم سے اس نے اپنے رنگ میں کی، مَیں وہی بات اپنے لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں۔

عشق کی تعریف یہی ہے کہ وہ کر گزرتا ہے دلیل نہیں مانگتا۔

دلیل وہاں مانگی جاتی ہے جہاں Fifty , Fifty چانسز کی گنجائش دِل میں ہو، صحیح بھی ہو سکتا ہے، غلط بھی ہو سکتا ہے، رسول ؐ کا کلمہ ہر ایک نے معجزہ مانگ پہ جو پڑھا اُس کی وجہ ہی یہی تھی، یہی گمان تھا کہ یہ سچا نبی بھی ہو سکتا ہے اور نعوذ باللہ نہیں بھی ہو سکتا، اچھا یہ معجزہ دکھایا تو مانیں گے، دکھا دیا تو مان لیا۔

مَیں پوری جائیداد دُوں گا، کہیں کسی جھوٹی روایت میں دکھا کہ کہیں سلمانؓ نے کہا ہو کہ معجزہ دِکھا تو مانوں گا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔۔۔!

اگر عشق ہے حسینؑ سے تو کبھی مولوی سے دلیل نہ لینا کہ کہاں تک خون نکالوں ، کتنی زنجیر چلاؤں، کتنے زخم لگاؤں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اویس قرنیؓ نے کسی عالم سے رابطہ کیا تھا کہ کتنے دانت توڑوں۔

نہیں۔!

فتوی نہیں تلاش کیا، پتھر اُٹھایا اور ٹھک مارا۔

ایک ٹوٹ کے گرا۔

کہتا ہے : پتہ نہیں میرے سرادؐ کے کس دانت پر ضرب لگی ہے۔

دوسرا۔

پتہ نہیں اس پہ لگی ہو۔

تیسرا، اسی طرح 32 بتیس دانت توڑ ڈالے

توجہ۔۔۔۔!

مولوی کے بارے میں تو ابھی شک ہوسکتا ہے کہ جنت جائے گا یا نہیں۔اویس قرنیؓ کے لیے تو رسولؐ کہہ کے گیا ہے کہ جنت اویسؓ تلاش کرتی پھرتی ہے

۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب حسین علیہ السلام کے سینے کی شفا ہے

اچھا۔۔۔۔!

اَب حسین علیہ السلام کو کون سی چیز شفاء دے گی جو قرآن سے بڑا اثر اپنی خاک میں پیدا کرتا ہے۔

دیکھو۔۔۔۔!

قرآن شفاء ہے لیکن خود وہ کہہ رہا ہے

ولا یزید الظالمین الا خسارًا (سورہ بنی اسرائیل، آیت 82)

ظالم میرے قریب نہ آئے ورنہ خسارہ ملے گا۔

حسینؓ کہتا ہے جو کھالے۔

بس۔۔۔۔!

عشق سیکھ اِس گھرانے سے کیونکہ اللہ نے بھی اِن سے عشق کیا ہے۔انہوں نے اللہ سے کیا۔چونکہ عشق اُس چیز سے ہوتا ہے جو پیاری لگے اب ان کا حصار ہی یہ

ہے کہ اللہ سے کم چیز انھیں پیاری نہیں لگتی۔

اَب میری تھوڑی مدد کرنا لاہور والو۔۔۔!

چودہؑ کو تو اللہ پیارا لگا کہ ان سے بڑا تھا، بڑی چیز سے عشق کیا، تجھے کیا پڑی کہ ان سے عشق کر بیٹھا ؟

آواز قدرت آئے گی :

غضنفر ! ہذیان نہ بک ۔

مَیں کبریاء ہوں، مَیں قہار ہوں، مَیں جبارِ اَزل ہوں، تو کیا سمجھتا ہے کہ مَیں اپنی ذات کے علاوہ کسی چیز سے عشق کر سکتا ہوں۔ پہلے مَیں نے انھیں اپنے جیسا بنایا پھر عشق کیا۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اس نے کہا۔دیکھ ! جاہل نہ بن، وجہ اللہ ہے۔عین اللہ ہے۔اُذن اللہ ہے ۔لسان اللہ ہے۔ید اللہ ہے۔جنب اللہ ہے۔نفس اللہ ہے۔ جب ہے مجھ جیسا تو عشق کیوں نہ کروں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

قرآن کہتا ہے :مجھ میں شفاء ہے مگر ظالم میرے پاس نہ آئے حسینؑ کہتا ہے میرے شہر کی خاک عادل کھائے، ظالم کھائے، جاہل کھائے، عالم کھائے، مجھے کریم سمجھ کے چکھ لے، شفاء ہے۔تو اَب جس نے اپنے شہر کی خاک کا رتبہ اتنا بلند کر دیا ہے اب حسین علیہ السلام کو کون سی چیز شفاء دے سکتی ہے ؟

قرآن مومنین کو شفاء دے سکتا ہے۔حسینؑ کو نہیں۔قرآن میں شفاء بھری اسی

لیے گئی ہے کہ اس میں حسینؑ اور اس کے خانوادے کا ذکر ہے، یہ تو گھر وہ، جو کبھی

کبھی قرآن کے اوپر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

توجہ۔۔۔۔!

اِدھر کیا لکھا ہوا تھا رسالتؐ کے کندھے یہ ؟

آیت ہی لکھی ہوئی تھی

کون کھڑا تھا اوپر ؟۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ٹھیک ہے نا !

تو اَب یہ تو شفاء نہیں دے سکتا۔اس سے بڑی حقیقت شفاء دے گی اور مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ رسولؐ کے سینے پہ لیٹتا ہے وہ ہے حسینؑ کے سینے کی شفاء کیوں ؟

دیکھیں !

علاج کے مختلف طریقے رائج ہیں دُنیا میں اور سب سے مشہور طریقہ ہے علاج بالمثل یعنی جس جیسی تکلیف ہے اُسی کی مثل عقاقیر کا جوہر نکال کر علاج کرنا، اب حسین علیہ السلام سینے کو شفاء چاہیے۔وہ لیٹا ہے رسولؐ کے سینے پر

کیوں۔۔۔۔؟

یہ علاج بالمثل ہے

حسینؑ منی.

جو حقیقت حسین علیہ السلام کی ہے وہ اسی کی ہے، جہاں لیٹتا ہے، شفاء مل رہی ہے۔

توجہ ہے۔۔۔۔!

اُدھر تو علاج بالمثل تھا، جو حسین علیہ السلام وہ حقیقتِ محمدیہ، جو حقیقتِ محمدیہ وہ حسینؑ

حسین منّی وَ آنا من الحسین۔

تو اِس بی بیؓ کا لقب کیوں ہے شفاء لصدر الحسینؑ ؟

یعنی حسینؑ کے سینے کی شفاء

مَیں نے کہا تھا نا کہ اگر سوچا جائے تو کافر ہونے کا ڈر ہے یا نانے کا سینہ شفاء ہے حسین علیہ السلام کی یا سکینہؑ شفاء ہے نہ بابا شفاء ہے، اب اس پر تو بحث وہ کرے نا جس کے علم میں اتنی وسعت ہو کہ وہ حجت کا احاطہ کرے یہاں تو جبرائیلؑ دم نہیں مارتا، آدمؑ کی سوچ پہ چھالے پڑ جاتے ہیں۔

بہرحال۔۔۔۔!

مصلحت کیا ہے ؟

یہ مَیں نہیں جانتا لیکن پھر شفاء اور کوئی بیٹا شفاء نہیں۔ خود سیّد الساجدین علیہ السلام زمانے میں موجود ہیں مگر یہ بی بیؓ شفاء ہے۔

ہاں۔۔۔!

جو کچھ ہم سوچ سکتے ہیں وہ ایک بات تو ظاہر ہے جہاں تک ہمارے علم کی بھی رسائی ہے چونکہ حدیث ہے تمہارے رسولؐ کی فرماتے ہیں ہر بچہ دس چیزوں کی پیداوار ہے

سرکارؑ وہ کیا۔۔۔۔؟

فرمایا۔۔۔ آٹھ چیزیں بچے کو والدین سے ملتی ہیں دو اللہ سے۔

اَب مولوی کے ہاں تو یہ شرک ہو گیا۔ بلکہ بڑا ہو گیا کہ بچے کو والدین دے رہے ہیں صرف دو اللہ دے رہا ہے

ہاں۔۔۔۔۔۔!

کون کون سی ؟

فرمایا۔۔۔ چار چیزیں اسے باپ کی طرف سے ملتی ہیں۔ چار ماں کی طرف سے اور دو اللہ کی طرف سے

سرکارؑ !

کون کون سی ؟

فرمایا۔ ہڈیاں۔ پٹھے۔ رگیں اور دماغ، یہ باپ کی طرف سے ملتی ہیں، بال۔ کھال۔ خون۔ اور گوشت، یہ ماں کی طرف سے ملتی ہیں۔ عقل اور رُوح اللہ عطا کرتا ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔۔!

ہڈیاں۔ پٹھے۔ رگیں اور دماغ باپ کا۔ ہاں، کھال، خون اور گوشت ماں کا۔

یہ بات غلط پھیلی ہوئی ہے کہ فلاں فلاں کا خون ہے۔ خون ماں کا ہوتا ہے۔ باپ کا نہیں ہوتا۔ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ باپ کا نام لے کر کہ اس کا خون ہے، نہیں ! خون ماں کا ہوتا ہے

ہاں۔۔۔۔!

اور پہلے چھوٹا سا ہوتا ہے اور 2 سال میں اتنا خون پیدا کر دیتی ہے اس کے بدن میں ماں کہ زندگی بھر اگر ضائع نہ کرے۔ ضرورت ہی نہیں، دودھ پلا پلا کے اور یہی وجہ تھی کہ کربلا والے نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا حتیٰ کہ ماں کا بھی نہیں پیا۔

کیوں نہیں پیا۔۔۔؟

کیونکہ خون ہوتا ہے ماں کے دودھ سے، خون ماں کا۔ اللہ کو علم تھا کہ یہ خون کربلا میں بہے گا اور چونکہ یہ بتولؑ کا ہے۔ اللہ کی غیرت گوارہ نہیں کرتی تھی کہ نامحرم کی نظر جائے اس خون پر۔

خیر۔۔۔۔!

سکینہ ؑ کے پاس ہڈیاں حسینؑ کی، اعصاب حسینؑ کے، رگیں حسینؑ کی، دماغ حسینؑ کا اور باقی چار چیزیں جناب ربابؑ کی، دونوں کو ضم کر کے تعویز شفاء بنا کے سینے پہ لٹاتا تھا، چونکہ بدن کا چمڑا اماں کا اور زمانہ نہیں جانتا تھا مگر حسینؑ تو جانتا تھا کہ ربابؑ کے اس چمڑے کو زخم کتنے لگنے ہیں۔

ذِکرِ مصائب

بس عزادارو۔۔۔۔۔!

سال کربلا رہیں، اگلے سال سیّد سجاد علیہ السلام کربلا آئے، اب سجادؑ نے ماں سے نہیں کہا بلکہ باپ سے کہا کہ بابا! تیری ایک عزادار کی مدینہ میں کمی محسوس ہو رہی ہے، بابا کی اجازت سے بی بیؑ کو مدینہ لائے۔ یہاں سے چلتے وقت ایک

عہد کر کے اُٹھی کہ میرے شہنشاہ جب تک آخری سانس باقی ہے ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گی۔

جب تک زندہ ہوں آسمان کے سائے کے سوا کسی سائے کے نیچے نہیں جاؤں گی۔

پڑھنے والے عموماً یہ تصور پیدا کر کے پڑھتے ہیں کہ بی بی ؑ دھوپ میں بیٹھتی تھی، اس سے تو پھر یہ ثابت ہوا کہ جب سُورج ڈوب جاتا ہے پھر تو دھوپ اور سایہ برابر، پھر اندر چلی جاتی تھی۔؟

نہیں۔۔۔!

مجھے منبرِ حسینیؑ کی قسم۔۔۔۔!

لفظ ہی نہیں کہ جب تک زندہ رہی، چھت کے نیچے گئی ہی نہیں۔

دن ہے تو باہر، رات ہے تو باہر، گرمی ہے تو باہر، اَولے پڑھ رہے ہیں تو باہر

عزادارو۔۔۔۔۔!

مدینہ اس خطہءِ زمین پر ہے جہاں بارشیں بھی کم ہوتی ہیں اگر ہو جائیں تو پھر الامان ہوتی ہیں۔

ایک دِن اولے برسنے لگے اور نوک دار۔ اتنے وزنی کہ باہر کھڑے ہوتے جانور مرنے لگے۔ پرندے درختوں سے گر کے تڑپ تڑپ کے مرنے لگے۔

اچانک سرخ آنکھیں لئے سجادؑ گھر میں آیا کہا۔

پھوپھی لمّاں آج بھی میری ماں ربابؑ باہر ہے۔؟

زینبؑ نے رو کر کہا۔ پہلے وہ کبھی گئی ہے چھت کے نیچے۔

عزادارو۔۔۔۔!

یقیناً یہ بی بیؑ بھی موجود ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ عشرہ اُس کی بیٹی کا ہو اور وہ تشریف نہ لائی ہو۔

ہاں۔۔۔۔!

اس کو اور جس کی بات کر رہا ہوں تم میں ہے دونوں ماں بیٹے کو گواہ بنا کے کہہ رہا ہوں۔

بی بیؑ نے کہا۔ پہلے کبھی وہ آئی ہے چھت کے نیچے وہ سامنے بیٹھی رو رہی ہے۔

سجاد علیہ السلام کی نظر پڑی۔

شام سے آئے زخم پھر کھل گئے تھے تڑپ گیا تیرا بیمار کربلا مولاؑ کہا :

اماں! جانور مر رہے ہیں۔

بی بیؑ نے کہا۔ کیوں میرا لعل ؟

اماں !۔ نوک دار اولے پڑ رہے ہیں، اندر چلو

سجادؑ !۔ اُن تیروں سے زیادہ نوکیلے ہیں جو میں نے تیرے باباؑ کے بدن میں دیکھے، اُس تیر سے زیادہ نوک دار ہیں جو اصغرؑ کے گلے کے پار گیا۔

بس عزادارو۔۔۔!

آخری جملہ۔!

جس دن دُنیا سے گئی ہے، جانے کی وجہ تو تم سنتے ہی رہتے ہو دن رات، مختارؒ نے سوال کیا تھا، چونکہ جب بھی کسی قاتل ملعون کا سر آتا اور سید سجادؑ کہتے کہ اماں فلاں قاتل کا سر آیا تو تڑپ کے ربابؑ سوال کرتی کہ حرملہ کا سر نہیں آیا۔ ابھی تک میرے اصغرؑ کا قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ یہی خط میں تیرے مولا سجادؑ نے لکھا کہ چچا مختارؒ میری ماں ہر بار یہی سوال کرتی ہے، مختارؒ نے خط پڑھا، تخت سے اُترا۔ منت مانی، پالنے والے! دس ہزار رکعت نمازِ شکرانہ پڑھوں گا اگر حرملہ مل جائے، اسی دن گرفتار ہوا۔ دو اور ملعونوں کے ساتھ سر بھیجے۔

مولاؑ! تیری اماں کی خواہش مَیں نے پوری کردی

اگر میری یہ نوکری قبول ہے تو اِس کے بدلے دو سوال ہیں۔ مَیں نے سنا ہے کہ علیؑ کی بیٹی نے آج تک کالا لباس نہیں اُتارا۔ ایک شام والی سے کہو کہ کالا لباس بدل لے۔

اور مَیں نے سُنا ہے کہ اصغرؑ کی ماں باہر بیٹھی رہتی ہے، بی بیؑ سے کہو چھت کے نیچے چلی جائے۔

عزادارو۔۔۔!

سجادؑ نے خط پڑھا، اور آئے، پھوپھی اماں۔ بی بیؑ نے دیکھا اور کہا سجادؑ رو کیوں رہا ہے۔ کوئی پھر امتحان آ گیا، کہا پھوپھی اماں تین قاتلوں کے سر آئے ہیں۔ حرملہ کا بھی آیا۔ کہا تو خوشی کا موقع ہے رو کیوں رہا ہے۔ کہا چچا مختارؒ نے

سوال ایسے کیے ہیں۔ کہا جنّت ہو کر سائل کے سوال سے گھبرا گیا ہے۔ کیا مانگتا ہے۔ جنت زمین پہ اُتار دوں۔ کہا پھوپھی اماں یہ مانگتا ہوتا تو مَیں کیوں روتا۔ کہا پھر کیا مانگا؟

کہا، وہ کہتا ہے کہ زینبؑ سے کہو کے کالے کپڑے بدل دے تڑپ کے کہا خبردار۔!

مجھے امامؑ بن کر حکم نہ دینا ورنہ مَیں زینبؑ بن کے حکم دوں گی کہ تم خون رُونا بند کر دو۔ مَیں کالا لباس بدل دُوں گی۔

کہا۔ پھوپھی اماں پھر مَیں چچا مختارؒ کو نہ لکھ دوں

کہا۔نہیں !

نہ کیوں لکھتے ہو۔ دوسرا سوال بھی تو کیا ہے اُس نے۔ چل مَیں ہوں اور تو امامؑ بیٹا ہے۔ ربابؑ کے پاس چلتے ہیں اسے لے کر چلتے ہیں چھت کے نیچے پھر آدھا سوال پورا ہو جائے گا مختارؒ کا راضی ہو جائے گا۔

بس۔۔۔!

ربابؑ نے دونوں کو آتے دیکھا،

اپنے ہاتھوں کے سہارے اُٹھنے کی کوشش کی۔ بدن لرزہ۔

سجادؑ نے کہا:

اماں ! تعظیم نہیں کرنی۔ تعظیم معاف اصغرؑ کے قاتل کا سر آیا ہے

مبارک ہو۔ آہستہ سے منہ سے نکلا الحمدللہ

کہا: اماں! خوشی نہیں ہوئی ؟

کہا: سجادؑ الحمدللہ کہا تو ہے، اصغرؑ کے قاتل کا سر آیا ہے نا۔ میرا اصغرؑ تو نہیں آیا، خوشی تو تب ہوتی اگر میرا اصغرؑ آ گیا ہوتا۔

کہا: اچھا اماں اِس خدمت کے بدلے مختارؒ نے کچھ مانگا ہے۔

کہا: کیا؟

کہا۔ آؤ اندر چلیں

کہا: سجادؑ! تجھے پتہ نہیں، مَیں اندر نہیں جا سکتی

کہا: اماں! مَیں کون ہوں ؟

کہا: تو میرا امامؑ بیٹا ہے۔

کہا: اگر مجھے حجّت سمجھتی ہے تو پھر اندر چلنا ہوگا۔

بس عزادارو۔۔۔۔۔!

یہ کہنا تھا سجادؑ کا۔ زخمی نگاہیں کربلا کی جانب اُٹھیں۔ حسینؑ!

آج تیرا بیٹا امام بن کے آ گیا،

اچھا میرے امام بچے چلتی ہوں، مجھ میں اُٹھنے کی سکت نہیں۔

بس۔۔۔۔!

ایک طرف سے زینبؑ نے پکڑا، دوسری طرف سے سجادؑ نے، اُٹھتے اُٹھتے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اگر میرا کوئی حق ہے مجھے حسینؑ سے شرمندہ نہ ہونے دینا، میری رُوح قبض کر لے۔ اچانک بی بیؑ نے دیکھا کہ ربابؑ کا بدن

جھول گیا کہا کس کو لے جا رہا ہے۔ رباب ؑ کی رُوح تو پرواز کر چکی ہے۔ اصغر ؑ کی ماں وعدہ پورا کر چکی ہے۔

بس عزادارو ۔!

بانی مجلس کی خواہش پہ جملہ کہہ رہا ہوں !

غسل دیا جانے لگا۔ کنات لگی۔ حق کا امام ؑ بیٹھا کنات کے باہر مسئلے سمجھانے کے لیے۔ شام کی ملکہ کی نگرانی میں غسل جاری ہے۔ اندازہ لگایا سید سجاد ؑ نے کہ غسل مل چکا ہو گیا۔

پھوپھی اماں !ہو چکا غسل ؟

روتی ہوئی آواز آئی :دیر ہے۔

پھر کافی دیر بعد پوچھا :اماں ! ہو گیا غسل

سجاد ؑ ! دیر ہے۔

تیسرے آواز پہ جب زینب ؑ نے کہا دیر ہے سجاد ؑ نے کرسی چھوڑی، منہ پیٹ کے کہا۔ تین میت نہلائے جا سکتے ہیں اس وقت میں، دیر کیا ہے ؟

عزادارو !

یہ تو پڑھنے والے تمہیں بتا دیتے ہیں کہ سکینہ ؑ کو شام میں کفن نہیں ملا۔ مجھے بتول ؑ کی چادر کی قسم !

رباب ؑ کو بھی کفن نہیں ملا لیکن رونے والو !

سوال ہے، وہ تو ظالم کے شہر میں مَر گئی، یہ تو وطن پہ مری اسے کیوں کفن نہیں

بلا۔۔۔؟

سنو گے !

زینبؑ روتی ہوئی باہر آئی کہا :

اتنے زخم ہیں ربابؑ کے بدن پر، اس نے لباس بدلا نہیں، اتنا چپکا ہوا ہے، لباس چھڑاتی ہوں، چمڑا آتا ہے۔

اَب تیری ماں کو کفن کیسے پہناؤں۔

انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ سے بات شروع کی جائے۔

ھو الذی انزل السکینتہ فی قلوب المومنین۔

(سورہ فتح، آیت 4)

اَب کل سے اس کا حقیقی ترجمہ شروع کر دیا ہے مَیں نے۔ وہی ھو ہے جس نے مومنین کے دِلوں میں ایک خاص سکینہ" کو نازل کیا۔

لیز دادوا ایماناً مع ایمانھم۔ (سورہ فتح، آیت 4)

تا کہ ان کا ایمان جو پہلے سے موجود ہے

وہ خود اس میں اضافہ کر لیں۔

حالانکہ قرآن شاہد ہے اس بات کا کہ اس دُنیا میں مومن کا یہ اختیار نہیں، جنت میں ہوگا،

سورہ دھر کو پڑھنا!

اللہ کہہ رہا ہے:

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافوراً۔ (سورہ دھر، آیت 5)

جو ابرار ہیں وہ ایسے چشمے سے پئیں گے جنت میں جس میں کافور کی آمیزش ہے۔

یہ مُردے والا کافور نہیں ہے، یہ کافور وہ ہے جس سے شبہ پر جبرائیل بنے ہیں

کا ن مزا جھا کا فوراً۔ (سورہ دھر، آیت نمبر 5)

جس کا میزاج کافور کا ہے۔

کیا ہے یہ ؟

آگے تشریح بھی اللہ خود کررہا ہے۔

عیناً یشر بُ بھا عبا داللّٰہ یُفجر و نھا تفجیراً

(سورہ دھر آیت نمبر 6)

یہاں ایک چشمہ ہے جس سے وہ پئیں گے جو اللہ کے عبد ہیں۔

باقیوں کو تو اللہ اپنا عبد تسلیم ہی نہیں کرتا !

کیا کہا !

اللہ کے عبد پئیں گے

یفحر و نھا تفجیرا ۔ (سورہ دھر۔آیت نمبر 6)

اس چشمے کو وہ خود جاری کریں گے جیسا کہ جاری کرنے کا حق ہے۔

یہ مومن کا کمال ہے جنت میں کہ وہ جنت کے چشمے جاری کردے گا۔

جنت صلہ کس کا ہے ؟

علی علیہ السلام کی وِلایت کا۔

جس کی ولایت کا معتقد جنت میں چشمے جاری کرسکتا ہے اگر دُنیا مَیں علیؑ کہے کہ چشمے جاری کرنیوالا مَیں علیؑ ہوں تو تعجب کس بات کا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

یہ مَیں نے آپ کی ضیافتِ ایمانی کے لیے ایک جملہ بولا آخری بندے تک !

ڈر بھی لگتا ہے لیکن حق تو آخر کہنا ہی ہے!

سردار صاحب !

جنت میں جنتی لوگ خود چشمہ جاری کرلیں گے اور یہاں کہہ رہا ہے :۔

لیزدادوا ایماناً ۔(سورہ فتح، آیت نمبر 4)

مومن اپنا ایمان خود بڑھالیں گے۔جس کے دِل میں علیؑ ہے اس کو اختیار جنت میں مِلا اور جس کے دِل میں سکینہؑ ہے اُسے دُنیا میں مِلا۔(نعرہ حیدری)

اَب اللہ جانے یہ کیا حقیقت ہے۔

مَیں نے پہلی مجلس میں کہا تھا کہ نہ تو بی بیؑ مستقل کوئی کتاب موجود ہے،کوئی جملہ کہاں سے،کوئی کہاں سے،،بہت سے وَرق اُلٹنے کے بعد کچھ موتی ہاتھ لگتے ہیں اور وہ بھی جس نے لکھا مختصر لکھا۔دو عالم مجھے جنہوں نے باقیوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ لکھا،ان میں ایک عالم نے تین چار سطریں لکھیں۔

سنو گے؟

علامہ اسد حیدر ہاشمی وہ فرماتے ہیں :

قد امتحن اللّٰہ اشدّ الا متحان فتحملت مالم تتحمّل الجبال والروسی ولا یعکف اللّٰھدع نفساً الا ما اتها فوجدها اللّٰہ صابرہ محتسبته ونتیجته الصبر ھی الا مامته کما قال عزوجل وجعلنا منھم آئمته یھد ون بامرنا لما صبروا ولما کانت الا ما مته ممنوعه

فی الناس عقلاً فلذا صارت من قبلات المعنویته -

مَیں نے آدھی عبارت پڑھ کے روک دی ۔ ۔!

وہ فرماتے ہیں۔

اللہ نے اِس چھوٹی بتولؑ کا امتحان لیا، شدید ترین امتحان وہ وہ مصائب اس نے اٹھالیے جو سر بفلک پہاڑ نہ اٹھا سکیں۔

آگے آیت لکھی قرآن کی ۔ ۔ ۔!

لا یکلف اللّٰہ نفساً الا ما اتہا ۔(سورہ طلاق، آیت نمبر 7)

مَیں ہر نفس کا وہی امتحان لیتا ہوں جو اسے عطا کرتا ہوں

توجہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔!

لا یکلف اللّٰہ نفساً ۔(سورہ طلاق، آیت نمبر 7)

نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو

الا ما اتا ھا ۔(سورہ طلاق، آیت نمبر 7)

مگر وہ جو کچھ اللہ اسے دے چکا ہے اس کے برابر تمہیں دس ذوالحجہ کو کیا حکم دیتا ہے؟

بکرے ذبح کرو، دنبے ذبح کرو، گائے ذبح کرو، اونٹ کرو۔

ابراہیمؑ سے کہا :بیٹا ذبح کر

یہ بتایا تو نہیں ابراہیمؑ کو اللہ نے کہ مَیں بچالوں گا۔

توجہ ۔ ۔ ۔ ۔!

ہماری صلاحیت تھی جانور ذبح کرنے کی، ہمیں جانور کا کہا، ابراہیمؑ کی صلاحیت

تھی بیٹے کے گلے پہ چھری رکھنے کی اسے یہ کہا، اگر ہمیں کہتا کہ بیٹے ذبح کرو تو ہم

تو گلے سے بھی منکر جاتے۔

توجہ۔۔۔۔۔۔!

ابراہیمؑ نے چھری رکھی مگر پٹی باندھ کر یعنی پردہ حائل کیا اپنے اور اسماعیلؑ کے

درمیان مگر حسین علیہ السلام نے کہا: قربانی تیری، پردہ کیسا۔

توجہ۔۔۔۔!

وہاں چھری آئی۔ یہاں چھری اُتری۔ حسینؑ نے پردہ نہیں رکھا۔

اللہ نے کہا: مانگ، مانگتا کیا ہے ؟

کہا: مَیں نے پردہ نہیں رکھانا، بے پردہ ہو کے آ میرے سامنے (نعرہ حیدری)

تو اپنی اپنی صلاحیت کی بات ہے، جو خُدا دیتا ہے

بخاری صاحب !

یہ تو دُنیاداری ہے، کبھی کسی ممتحن نے پرائمری کے بچے سے مڈل کا امتحان لیا ؟

جتنا پڑھایا امتحان وہی۔ جو Teacher نے دیا تھا وہی امتحان لیا۔

توجہ۔۔۔۔!

لا یکلف اللہ نفساً الا ما اتا ھا۔ (سورہ طلاق، آیت 7)

جو اللہ دیتا ہے اسی کیمطابق آزماتا ہے۔

تو علامہ اسد حیدری ہاشمی فرماتے ہیں۔

اِس چھوٹی بتولؑ سے اللہ نے امتحان لئے جو سر بفلک پہاڑ نہ اُٹھا سکیں۔
اس کا مطلب ہے کہ صلاحیت تھی۔
پھر نتیجہ کیا نکلا ؟

فوجدها الله صابرة محتسبته ۔

اللہ نے اس بی بی ؑ کو صابرہ پایا اور ایسا پایا کہ بی بیؑ نے ٹھنڈی سانس بھی نہ نکالی آگے فرماتے ہیں :

ونتیجه الصبر هی الأ ما مته ۔

اور صبر کا نتیجہ ہے امامت
آگے انھوں نے آیت لکھی :

وجعلنا منهم آئمته یهدون با مرنا لما صبروا۔

(سورہ سجدہ آیت نمبر 24)

ہم نے ان کو امام بنایا یہ ہمارے اُمر سے ہدایت کرتے ہیں۔
کیوں امامت دی ہے ؟

لما صبروا ۔(سورہ سجدہ، آیت نمبر 24)

انھوں نے صبر جو کیا۔
فرماتے ہیں :

ولا کانت الا ما مته فی الا ناس ممنوعته عقلاً ۔

عقل نفی کرتی ہے کہ کوئی مستور امام نہیں ہو سکتی۔

توجہ۔۔۔۔۔!

کوئی پردہ دار، کوئی خاتون، کوئی مستور امام نہیں ہو سکتی کیونکہ امام کا تعلق رعیت سے ہوتا ہے اور پردہ دار تو پردے میں رہے گی۔

وہ فرماتے ہیں: تو پھر کیا خیال ہے کہ اس چھوٹی بتول ؑ سے اللہ نے وہ امتحان تو لے لیا جسے پہاڑ نہ اُٹھا سکیں، تو کیا نتیجہ ضائع گیا؟

فرماتے ہیں: نہیں! امام تو بن نہیں سکتی تھی

صَارت مِن قبلاتِ المعنویات۔

اللہ نے کچھ معنوی قبلے بنا رکھے تھے یہ بھی ان میں شامل ہوگئی (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

کعبہ قبلۂ ظاہری ہے اور یہ جو چودہ ؑ ہیں یہ قبلہ معنوی ہیں، ظاہری قبلہ ہمارا ہے، معنوی قبلہ وہ ہے جو قبلہ کا بھی قبلہ ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اب یہاں انھوں نے دو چار جملے لکھے ہیں!

ہاں!

انھوں نے کہا ہے کہ ایک قبلہ ہے کعبہ اور ایک قبلہ معنوی ہے سکینہ ؑ،

اَب انھوں نے فرق بتایا ہے کہ وہ قبلہ کیا ہے جو سکینہ ؑ ہے۔

فرماتے ہیں:

ھٰذہٖ قبلتہُ الحاج و ھٰذہٖ قِبلتہُ المحتاج ھٰذہٖ قِبلہ الصّلوٰۃِ و ھٰذہٖ قِبلتہُ الصّلاۃِ ھٰذہٖ طھّرھا خلیلُ اللّٰہ

وھذہ بنفسہ طھرھا اللہ ھذہ لما کانت شفیعتہ الوافدین فکیف لا تکون ھذہ شفیعۃ الزائرین۔

ترجمہ کروں !

جیسے ہم حاجی کہتے ہیں، عربی اسے حاج کہتے ہیں۔ جسے ہم قاضی کہتے ہیں۔ عربی میں وہ قاض ہے۔

فرماتے ہیں :

ھذہ قبلتہ الحاج وھذہ قبلتہ المحتاج۔

کعبہ حاجیوں کا قبلہ ہے، سکینہؑ کا محتاجوں کا قبلہ ہے۔

محتاج سے مراد کوئی اندھے، لنگڑے نہ سمجھ لینا، ان کو معذور کہا جاتا ہے۔ محتاج تو کہتے ہیں حاجت مند کو یعنی جس کو بھی حاجت ہے۔ جو بھی حاجت مند ہے اور جیسی حاجت رکھتا ہے اُس کا قبلہ یہ ہے ایک لفظ ہے صلوٰۃ، ایک لفظ ہے صِلات، صلوٰۃ کا معنی ہے نماز۔ صلات کا معنی ہے بخشش، انعام عطیہ

کہا : یہ صلوٰۃ کا قبلہ ہے، یہ صلات کا قبلہ ہے۔ ایک حاجیوں کا قبلہ۔ ایک محتاجوں کا قبلہ۔ ایک صلوٰۃ کا قبلہ۔ ایک صلات یعنی بخشش اور انعام کا قبلہ۔

توجہ۔۔۔!

یہ سوچ میں نہ پڑھ جانا کہ چار سال کی بچی ہے۔ عیسٰیؑ کو آئے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا اور کہا تھا :

انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیاً

(سورہ مریم۔آیت 30)

اللہ کا عبد بھی ہو، کتاب بھی لایا ہوں، نبیؑ بن کے آیا ہوں۔

عیسیٰؑ کا گھنٹے کا نبی ہو سکتا ہے، سکینہؑ چار سال کی عطا گر نہیں ہو سکتی ؟

(نعرہ حیدری)

فرماتے ہیں۔

ھذہ طھرھا خلیل اللہ وھذہ بنفسہ طھرھا اللہ۔

کعبہ کو خلیلؑ نے طاہر کیا۔سکینہؑ کو ربِ جلیل نے طاہر کیا۔

چونکہ قرآن میں ہے۔

و عھدنا الی ابراھیم واسماعیل ان طھرا بیتی

۔(سورہ بقرہ،آیت نمبر125)

ہم نے عہد لیا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں باپ بیٹوں سے کہ میرے گھر کو طاہر رکھنا۔

مَیں مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں جب کہ کس کے لئے طاہر رکھ رہا ہے پاک صاف رکھنا، اب جلیل الرحمانؑ ہو کر کعبہ کی جھاڑ پونچھ کرے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ کوئی ایک دو نوکر رکھ لیتے کعبہ کی جھاڑ پونچھ کے لئے ؟

ٹھہرو !

مَیں بتاتا ہوں کہ کتنی دولت تھی اس ذات کے پاس۔

اَب دیکھو۔۔۔!

کسی زمین دار کے پاس پانچ سو ہزار جانور بھی ہوں ناتو وہ ان کی پاسداری کے لئے ایک کتا رکھ لے گا۔ 2 رکھ لے گا،

بس۔

چار ہزار (4000) کتے حضرت ابراہیمؑ کے جانوروں کی نگرانی کرتے تھے اور ہر کتے کے گلے میں سونے کا پٹہ تھا۔

اَب ایک پٹہ اگر 10 تولے کا بھی بنے، چار ہزار کتے ہیں، یہ تو وہ دولت ہے جو کتوں کو عطا کر دی۔مَیں نے اِس پر تحقیق بھی کی کہ وجہ کیا ہے کہ کتوں پہ اتنا سونا لٹا دیا تو چونکہ قرآن کہتا ہے کہ امامت کی پہلی تجلی کا نام ابراہیمؑ ہے۔سب سے پہلے امام ابراہیمؑ بنے، بتاتا تھا زمانے کو کہ امام ہوتا ہی وہ ہے کہ اگر کتا بھی اُس سے منسوب ہو جائے تو گلے میں پٹہ سونے کا ہوتا ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب دس تولے کا پٹہ اور چار ہزار کتے ہیں تو کتنے تولے سونا ہوا۔؟

چالیس ہزار تولے سونا۔

آج جس بندے کے پاس اپنی ساری ملکیت میں چالیس ہزار سونا ہو وہ شیعہ بھی ہو، عقیدت مند بھی ہو اور آپ اس بندے سے کہیں کہ ذرا اس پنڈال میں جھاڑو لگا تو سارے لوگ کہیں گے نا کہ ارے اتنا مغرور بندہ ہے اسے جھاڑو پہ لگا دیا۔

توجہ ہے۔۔۔۔!

ظاہر دولت پہ ہے، لاکھوں مویشی، زمین علاوہ، یہ حلب شہر ہے نا، اس کا نام حلب کیوں ہے ؟

حلیب کہتے ہیں تازہ نکالے ہوئے دودھ کو، یہاں حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہو کے لاکھوں جانوروں کا دودھ مفت بانٹا کرتے تھے تو تب اس کا حلب ہوگیا۔

توجہ ہے۔۔۔!

یہ دولت ہے اور باطنی منصب، نبیؑ ہے رسولؑ ہے خلیل ہے، اولوالعزم ہے، صاحب کلمہ ہے، صاحبِ شریعت ہے، صاحب صحیفہ ہے، امامِ وقت ہے اور کہہ رہا ہے کہ کعبہ کو صاف رکھنا جھاڑو لگانا۔

معلوم ہوا کہ کوئی ایسا بڑا مقصد ہے۔

مولویوں نے تو یہ سمجھا کہ ہمارے لئے پاک صاف رکھتا تھا۔

ماشاءاللہ۔ یہ منہ اور مسور کی دال، تیرے لئے ایک سفید پوس جھاڑو نہ دے اور ابراہیمؑ دے گا۔

سفید پوس جھاڑو نہ دے اور ابراہیمؑ دے گا۔

آؤ قرآن سے پوچھتے ہیں کہ آخر دے کس کے لئے رہا ہے ؟

واذ بوانا لا براھیم مکان البیت ان لاتشرک بی شیئًا وطھر بیتی للطائفین والقائمین۔ (سورہ حج، آیت 26)

ہم نے ابراہیمؑ کو کعبہ کے پاس رہنے کو گھر دیا اس شرط پر کہ میرے گھر کو طاہر۔
رکھنا، صاف اور ستھرا رکھنا،
طواف کرنے والوں کے لئے اور قیام کرنے والوں کے لئے۔

توجہ۔۔۔!

کس نے قیام کیا کعبہ میں ؟

کسی نبیؑ نے کیا ہو؟

کسی ولی نے ؟

کوئی کر کے دکھادے۔

چلو !

آج دکھادو، آج تو کعبہ کی چابیاں تمہارے پاس ہیں اور اگر سوچنے سے پہلے
ایمان کے ماتھے پہ پسینہ آئے تو میرے پاس چلے آنا، مَیں ایک آدھ رات نہیں
چار راتوں کا قیام دکھاؤں گا علیؑ کی ماں کا۔

ہاں۔۔۔۔!

اس کے لئے ہے صفائی۔

تو اب فرق سوچنا۔۔۔۔!

کعبہ وہ ہے جسے خلیل نے طاہر کیا، سکینہؑ وہ ہے جسے ربِ جلیل نے طاہر کیا۔

آگے انھوں نے فرمایا۔ کعبہ وافدین کی شفاعت کرے گا

یعنی جو کعبہ کی طرف چل کے گئے۔

فرمایا :جب کعبہ واخدین کی شفاعت کرسکتا ہے سکینہ" زائرین کی کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔(نعرہ حیدری)

اَب کعبہ کی شفاعت کو مَیں نے ڈھونڈا کہ کیسے شفاعت کرے گا۔؟

مَیں کسی شیعہ کتاب سے نہیں بلکہ برادرانِ اہل سنت کی تفسیر سے آپ کو سناتا ہوں ،جس کا نام ہے تفسیر'' ثعلبی '' برادرانِ اہلسنت کی ،

انھوں نے لکھا فرماتے ہیں:۔

اللہ قیامت کے دن 7 لاکھ فرشتے مبعوث کرے گا مقرب فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی ایک مہار ہوگی ،اللہ کہے گا کہ جاؤ کعبہ کی طرف یہ نوری مہاریں ڈالو اسے اور بڑے احترام سے کھینچ کہ میدانِ حشر میں لاؤ۔فرشتے آئیں گے مہاریں ڈالیں گے پھر اسے کھینچیں گے لیکن کعبہ سرکے گا بھی نہیں ۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔۔!

کتنے فرشتے ہیں ؟

7 لاکھ۔مہاریں بھی تو سات لاکھ ہیں۔

وہ سب فرشتے ذور لگا رہے ہیں لیکن کعبہ نہیں ہل رہا۔

توجہ۔۔۔

حدیث ہے۔

ان اللّٰہ و کل علی الشمس سبعین الف ملک۔

سورج پر اللہ نے ستر ہزار فرشتے مقرر کیے ہر فرشتے کے ہاتھ میں ایک مہار ہے

یمدو نہا من المشرق الی المغرب۔

توجہ۔۔۔!

سورج جو زمین سے لاکھوں گنا بڑا سیارہ ہے اسے تو 70,000 فرشتے کھینچ لیتے ہیں مگر یہاں سات لاکھ ہیں جو زور لگا رہے ہیں۔ کعبہ ہل نہیں رہا۔

ارے۔۔۔۔۔۔!

جس کے مکان کو سات لاکھ جنبش نہیں دے سکتے۔۔۔(نعرہ حیدری)

ایک فرشتے کی طاقت کیا ہے ؟

600 میل لمبا، چھ سو میل چوڑا ہے خطہ لوطؑ، زمین ے طبقے سمیت جبرائیل نے اپنے پر کی ایک نوک پر رکھا، مکان اوپر، حیوان اوپر، انسان اوپر، پہاڑ اوپر، دریا اوپر۔ یہ ہے ایک فرشتے کی طاقت

اِدھر کتنے ہیں؟

سات لاکھ لیکن کعبہ ہل نہیں رہا۔

توجہ۔۔۔۔!

فرشتے کہیں گے :

سیری یا کعبتہ اللہ۔

اے کعبہ! تو اب چل بھی سہی

فتقول الکعبتہ تشت بسائرۃ حتی اعطی سوالی۔

مَیں نہیں چلوں گا جب تک میرے سوال بھی پورے نہ ہو۔

اس وقت آواز آئے گی۔

ما سوالک یا کعبہ۔

اے کعبہ! تیرے سوال کیا ہیں ؟

آوازِ کعبہ آئے گی :

میرے چاروں طرف جتنے مومن دفن ہیں اُن کے حق میں میری شفاعت پہلے قبول کر۔

آوازِ قدرت آئے گی۔ کعبہ! تیرے سوال پورے

پس مکہ میں جہاں جہاں مومن ہیں سفید نورانی چہرے لئے، احرام باندھے ہوئے۔

توجہ۔۔۔!

دفنائے کفن میں گئے تھے اٹھے گے احرام میں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

خیر۔۔!

سب احرام کی حالت میں کعبہ کے گرد جمع ہو جائیں گے

ملائکہ کہیں گے۔ اے کعبہ!

اب تو چل

کعبہ کہے گا۔
ابھی بات ختم کہاں ہوئی ہے۔ابھی تو شروع ہوئی ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔۔!
کعبہ کہے گا۔۔۔کیوں چلوں،نہیں چلوں گا۔۔ہے ہمت تو کھینچو۔یہ اس شئی میں
طاقت ہے جس میں علیؑ اُترا ہے اور تیرے دِل میں علیؑ رہتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!
"اسے سات لاکھ فرشتے نہیں کھینچ سکتے۔کس فرشتے کا کلیجہ ہے جو تجھے کھینچ کے جہنم"
لے جائے گا۔
یہ وہ مکان ہے جہاں علی علیہ السلام چار راتیں رہا ہے۔تیرے دل میں تو ہر وقت
رہتا ہے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔۔!
اے کعبہ ! اب تو چل
جب سوال پورے نہ ہوں،کیسے چلیں
فرشتے کہیں گے،کیا اب بھی کچھ رہ گیا ہے ؟

ہاں رہ گیا ہے۔
پھر آسمان سے آواز آئے گی۔
ما سوالک ۔کیا سوال ہے تیرا ؟

توجہ۔۔!

تفسیر ثعلبی ہے، برادرانِ اہل سنت کی ہے، شیعہ تفسیر نہیں ہے۔

کعبہ کہے گا۔ پالنے والے!

تیرے بندے کہاں کہاں سے کوئی کس ملک، سے کوئی کس ملک سے، کوئی کس شہر سے چل کے میرے پاس آیا۔

ان کے بالوں میں خاک تھی۔

توجہ۔۔۔۔!

بات کعبہ ان کی کر رہا ہے جن کے بالوں میں خاک ہو۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

خاک آلود تھے اہل وعیال کو چھوڑا اولاد کو چھوڑا احباب اور دوستوں کو چھوڑ کے آئے۔

آئے کیوں۔۔۔؟

میری زیارت کے لیئے۔

کعبہ یہ نہیں کہہ رہا ہے میرے حج کے لئے آئے۔ کہتا ہے میری زیارت کے لئے آئے۔

مسلمین۔

تسلیم کرتے ہوئے آئے

طائعین۔

اطاعت کرتے ہوئے آئے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

آگے کعبہ کہتا ہے : پھر انھوں نے مناسک بھی ویسے ادا کیے جیسے تیرا حکم تھا۔

اچھا پھر ؟

میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو آج قیامت کی دہشت ناکی سے امان دے، ان کے حق میں میری شفاعت قبول کر، وہ جہاں بھی ہیں پہلے انھیں میرے اردگرد جمع کر، میں ان کا جلوس لے کے چلوں گا۔

اب پتہ نہیں کعبہ کب سے جلوسوں کا شوقین ہوا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

سوال کیا تھے۔؟

ان لوگوں کو قیامت کی دہشت ناکی سے امان دے اور میری شفاعت قبول کر ان کو میرے گرد جمع کر۔

توجہ۔۔۔۔۔!

اب مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ کس طرف کیا ہے مَیں کسی کم ظرف کی خاطر کریم کی کریمی پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔

لاہور والو۔۔۔۔۔!

گو کہ بات لمبی ہو رہی ہے بلکہ ہو گئی ہے لیکن ذہن میں رکھنا کہ یہ ظاہری قبلہ کی بات مَیں کر رہا ہوں۔

سکینہؑ معنوی قبلہ ہے۔

آسمان سے ایک فرشتہ ندا دے گا۔

کیا ندا دے گا۔؟

اے کعبہ ! یہ تو کیا سفارش لے بیٹھا۔ان میں کتنے لوگ ہیں، تیرہ حج کرنے کے بعد جب اپنے گھر گئے پھر گناہ کئے اور کچھ ایسے بد بخت تھے جو گناہگانِ کبیرہ پر ضد کرتے رہے۔

اب توجہ۔۔۔۔!

اے فرشتے ! گناہِ کبیرہ کیا ہوتا ہے مَیں تو عظیم گناہوں والے کی سفارش کر رہا ہوں عظیم کبیر سے بڑا ہوتا ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔۔!

وہ کہے گا کہ کبیرہ کیا ہے مَیں تو گناہانِ عظیم والے کی شفاعت کر رہا ہوں۔

فرشتہ حقا بقا ہو جائے گا۔

اللہ کی آواز آئے گی۔جا تیرے سوال پورے کئے۔

توجہ۔۔۔۔!

مَیں پھر کہتا ہوں کہ تفسیر ثعلبی ہے، تفسیر برادرانِ اہلسنت کی ہے۔لفظ یہ ہیں کہ نِدا آئے گی۔جو جو کعبہ کا زوار ہے وہ الگ ہو جائے

ایک ضم غفیر ہو گا، نورانی چہرے، احرام پہنا ہوا، تلبیہ پڑھتے ہوئے کعبہ کے گرد جمع

ہو جائیں گے، جب جلوس پورا ہو جائے گا تو فرشتے کہیں گے اے اللہ کے کعبہ !

اب تو چل

آواز آئے گی۔

حاضر ہوں، ہر خیر تیرے ہاتھوں میں ہے حاضر ہوں۔

توجہ۔۔۔۔۔!

یہ لبیک کیا ہے؟

یہ تلبیہ ہے۔

اب کب پڑھتے ہیں یہ؟

جب حج پہ جاتے ہیں۔

توجہ۔۔۔۔۔!

ہم حج پہ کہتے ہیں **لبیک اللھم لبیک** ۔اور آج کعبہ قیامت کو کہہ رہا ہے لبیک، یہ کس کی حج کرنے جا رہا ہے۔؟

یہ ہے ظاہری قبلہ

اچھا !

بخشوا کس کو رہا ہے؟

گناہانِ عظمہ والے کو۔ کبیرہ سے بڑے

گناہ کبیرہ کیا ہے؟

قتل گناہِ کبیرہ ہے، شراب گناہِ کبیرہ ہے، جُوا گناہِ کبیرہ ہے۔ غیبت گناہِ کبیرہ ہے۔ ان سے بھی کوئی بڑے گناہ ہیں۔ پتہ نہیں وہ کیا تھے جن کو بخشوا کے لے گیا کعبہ زیارت کے بدلے، یہ تو ہے ظاہری قبلہ۔ سکینہؑ میدانِ حشر میں کیا کرے گی۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔۔۔!

یہ تو ظاہری قبلہ ہے، اگر کہہ دیا اس معنوی قبلہ نے کہ پالنے والے میرا صلہ، جو میں حقیقی قبلہ ہوں، جو مَیں معنوی قبلہ ہوں۔ مجھے تو تو نے آزما بھی لیا۔ اس نے تو کوئی امتحان بھی نہیں دیا۔ چلو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اسے ایک دفعہ ظالموں نے گرایا وہ میرے ایک دفعہ اونٹ سے گرنے کے برابر بھی نہیں ہے۔

مَیں دونوں پوپھی، بھتیجے سے معافی چاہتا ہوں کہ بی بیؑ!

فضائل لمبے ہو جاتے ہیں اور آپ کو پُرسے کے لئے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔

ذِکرِ مصائب

ہاں عزادارو۔۔!

وہ ہم سے خطابت تو سننے آئی نہیں۔

اَب بتاؤ۔۔۔!

اگر سکینہ سلام اللہ علیہا نے کہہ دیا کہ کعبہ ایک بار گرا ہے اور مَیں تو اونٹ سے سینکڑوں بار گری۔

ایک لفظ کہوں؟

جب حجاج ملعون کے دور میں کعبہ گرایا تھا، منجنیقوں سے سنگ باری ہوئی۔لوگ کعبہ کی مٹی اٹھا کے لے گئے کہ جو پڑا تھا پھر حجر اسود لگاتے تھے، بنیادیں اُٹھاتے تھے۔گر پڑتا تھا۔تیرے چوتھے امامؑ سے پوچھا گیا۔فرمایا اعلان کروا گر کسی کے گھر میں ایک چٹکی بھی بھی خاک ہے کعبہ کی تو جب تک واپس نہیں آئی یہ لرزتا رہے گا۔واپس آئی۔

سکینہؑ کہے گی پالنے والے، یہ گراتھا۔

اس کی تو چٹکی چٹکی واپس آئی۔

میرے کانوں کا لہو بازاروں میں گرا۔

میرے کانوں کا لہو درباروں میں گرا۔

میرا لہو صحراؤں میں گرا۔

میرے لہو کو کون کون چن کے لائے گا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

چھٹی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ ہے بات شروع کی جائے۔!

هو الذى انزل السكينته فى قلوب المومنين ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

ھو وہی ہے جس نے مومنین کے دِلوں میں ایک خاص سکینہ کو نازل کیا تا کہ اُ کے پاس جو پہلے ایمان ہے وہ اس کے ساتھ اپنا ایمان اور بڑھا لیں

آج آغاز یہاں سے کرنے لگا ہوں !

کبھی اللہ، اللہ کہہ کے بات کرتا ہے جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا :

الله الذى انزل الكتاب ۔(سورہ شوریٰ آیت 17)

اللہ وہ ہے جو کتاب نازل کرے

یہاں کہا :

هو الذى انزل السكينته ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

ھو وہ ہے جو سکینہ کو نازل کرے

کیوں ؟

اللہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے تجلیاتِ صفات میں، ظہورِ افعال میں مگر ھو پردے دار ہے، بدن وہ بھی نہیں رکھتا۔

ہر شیء میں ایک نشانی ہے، علامت ہے جو بتاتی ہے کہ اللہ ایک ہے۔

یعنی اللہ پھر بھی کبھی افعال میں، کبھی صفات میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ خیبر شکنؑ کا

فرمان ہے۔

ما رایت شیئاً الا و رایت اللّٰہ قبلہ و معہ و بعدہ۔

مَیں نے جس شئی پہ نظر ڈالی، شئی کو ایک دفعہ دیکھا، اللہ کو تین دفعہ دیکھا۔

مولا! وہ کیسے دیکھا؟

وہ فرماتے ہیں:

رایت اللّٰہ قبلہ ۔شئی سے پہلے اللہ کو دیکھا

پھر شئی کو دیکھا

شئی کے ساتھ بھی اللہ کو دیکھا

شئی کے بعد بھی اللہ کو دیکھا۔

تو اس لئے مَیں نے یہ کہا تھا کہ اللہ پھر بھی کبھی صفات کی تجلی میں، کبھی ظہور افعال میں دکھائی دے جاتا ہے مگر ھو، جو ہے ہی وہ، وہ نظر کیسے آئے۔ وہ نہ سوچوں میں آسکتا ہے، نہ دماغ میں، نہ شعور میں، نہ اِدراک میں، نہ بصارت میں، نہ بصیرت میں۔

نہج البلاغہ میں امیر کائناتؑ کا فرمان ہے۔

"جیسے اللہ بصارت سے چھپا ہے ویسے عقلوں سے بھی چھپا ہوا ہے۔"

تو اَب مَیں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جو عقلوں سے چھپا ہوا ہے، اتنا بڑا پردہ دار ہے اس نے ایک پردہ داراُتاری۔ کیونکہ ھویت سے چلی

ھو الذی انزل السکینتہ ۔(سورہ فتح ۔آیت 4)

جس نے خاص سکینہ کو نازل کیا۔

ہویت سے چلی، وہاں بھی پردہ دار اور جب دُنیا میں اُتری پھر بھی پردہ دار کیونکہ وہ تسکین بن گئی حسین علیہ السلام کے سینے میں اُتر کے۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔۔!

تو چونکہ پردہ دار ہے، حسینؑ کے سینے میں اُتری، وہاں ہویت میں رہتی تھی۔ یہاں صدرِ حسینی میں رہتی ہے، جو اس کا بدن ہمیں نظر آتا ہے وہ حقیقت سکینہؑ نہیں وہ اثر ہے سکینہؑ کا۔

دیکھئے !

ہر چیز کا اثر ہوتا ہے، ہم نے ایک اثر دیکھا، یہاں آگ جلی تھی، وہاں ایک سیاہ نشان نظر آیا یا راکھ نظر آئی تو اس اثر نے بتایا کہ آگ جلی تھی۔

اچھا !

آج بارش ہوئی تھی۔

اب ہے ؟

نہیں ہے مگر اثر موجود ہے باہر پانی کھڑا ہے، اثر نے بتایا کہ بارش ہوئی تھی، تو یہ جو جسد نظر آتا ہے یہ اثر ہے اس پردہ دار تجلی کا، وہ تو غائب ہے حسینؑ کے سینے میں۔

توجہ ہے۔۔۔!

میں ایک اور دلیل دینا چاہتا ہوں اور آسان کر کے !

یہ سامنے کیا پڑے ہیں ؟

قرآن ہیں۔

یہ اثر ہیں اس قرآن کا جو لوحِ محفوظ میں ہے۔

ہاں !

یہ آخری تجلی ہے قرآن کی اور یہ اثر ہے۔ اس ایک درجہ بھی اونچا جائے تو اس کا بن نہیں رہے گا مثلاً میں نے حفظ کر لیا۔ میرے دماغ پہ تو آگیا۔ جسم نہیں رکھتا۔ میری زبان پڑھ رہی ہے بدن نہیں رکھتا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

انہ لقران کریم فی کتاب مکنون لا ۔

(سورہ واقعہ۔ آیت نمبر، 77,78,79)

یہ قرآن کریم، عزت والا قرآن

یارب کریم، یارسول کریم ؐ یا قرآنِ کریم

ہاں !

یعنی ربّ کریم تھا۔

پھر اس نے کہا

انہ لقول رسول کریم ۔(سورہ تکویر۔ آیت نمبر 19)

پھر محمد ؐ کریم تھا۔

اس کو تو قرآن کہتا ہے:

انا انزلنه قرا نا عربيا ۔(سورہ یوسف۔آیت 2)

تو یہ کریم قرآن کون سا ہے ؟

فرمایا :

فی کتاب مکنون۔(سورہ واقعہ۔آیت نمبر 78)

یہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے۔

اس قرآن کا آخری وجود بھی ہے سورہ بروج بتا رہی ہے :

بل هو قرا ن مجید فی لوح محفوظ ۔

(سورہ بروج۔آیت نمبر 21،22)

یہ لوحِ محفوظ میں ہے۔

وہاں بھی نظر آ رہا ہے اور جس کریم قرآن کی بات کر رہا ہے وہ تو پوشیدہ کتاب میں ہے۔ پڑھنا تو دُور کی بات

لا يمسه الا المطهرو ن ۔(سورہ واقعہ۔آیت 79)

سوائے مطہرون کے جنھیں مَیں نے تطہیر والا کیا ہے

یہ بھی نہیں کہا : لا يمسّه الا الطا هرين ۔

بلکہ کہا : الا المطهرو ن ۔(سورہ وقعہ۔آیت 79)

طاہر اور ہوتے ہیں۔ مطہّر اور ہوتے ہیں۔طاہر وہ ہوتے ہیں جو خود کو خود پاک

کریں۔ مطہر وہ ہوتے ہیں جنھیں وہ پاک کرے۔

خدا کی قسم۔۔۔۔۔!

ایک ایک جملے میں مَیں ایک کتاب دیئے جا رہا ہوں۔

اگر کوئی صاحبِ نظر ہو تو۔۔!

سوائے **مطہرون** کے کوئی چھو نہیں سکتا۔ مَس نہیں کر سکتا

تو خیر!

یہ جملہ معترضہ تھا۔۔۔۔!

تو اَب یہ آخری وجود ہے قرآن کا، اس سے ایک رینہ بھی اگر یہ اوپر آئے تو بدن چھوڑ دیتا ہے، سپنوں میں ہو۔ بدن نہیں، زبان پہ ہو۔ بدن نہیں سن رہے ہیں۔ بول رہے ہیں پتہ ہر کو چل رہا ہے کہ یہ قرآن ہے۔ یہ قرآن پڑھا جا رہا ہے لیکن نظر نہیں آرہا۔ یہ لوح محفوظ سے اُترا اور سکینہؑ لوحِ ھویت سے اُتری، چونکہ یہ حسینؑ کے سینے میں اُتری، شفاء بن گئی۔

شفاء لصدر الحسین

حسینؑ کے سینے کی شفاء

توجہ۔۔۔!

ایک دُعا مانگی جاتی ہے۔

اشف صدر الحسین۔

پالنے والے! حسینؑ کے سینے کو شفاء عطا کر

کیا حسینؑ بیمار ہے جو شفاء مانگ رہے ہو؟

بابا!

حسین علیہ السلام کے بدن کی شفاء کی تو بات ہی نہیں۔

صدر الحسین۔

حسینؑ کے سینے کو شفاء دے۔

اس کے سینے کی شفاء سکینہؑ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شام میں ہے اسے کربلا

اور کربلا کب آئے گی۔جب منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف آئیں گے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

جس کے ظاہری بدن کو لانے کے لئے کم از کم قائم عجل اللہ فرجہ الشریف کی

ضرورت ہو۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اب دیکھیں!

ھویت سے اُتری تھی۔نازل ھو نے کیا تھا اب لائے گا وہ جو غائب رہتا

ہے۔جو ھو کا مظہر ہے۔

ھو وہی ہوتا ہے نا کہ جو ہو بھی سہی اور نظر نہ آئے۔میرے زمانے کا امامؑ ہے

بھی سہی اور نظر بھی نہیں آتا۔تو وہ لائے اور وہ لائے گا جو وہ قرآن عظیم ہے جسے

آج تک سوائے مطھرون کے کسی نے مس نہیں کیا۔سکینہؑ کو اٹھانے کے لئے

اس تطہیر کی ضرورت ہے۔جس کے ظاہری بدن کو اٹھانے کے لئے ان ید اللہی ہاتھوں کی ضرورت ہے۔ جسے مطہرون کے سواء کسی نے چھوا نہ ہو اور میرے امام کو پونے بارہ سو سال ہو گئے ہیں۔سوائے مطہرون کے کوئی مس نہیں کر سکا اور اسی لئے جب ظاہر بھی ہو جائے گا تو پہلے بیعت جبرائیل کرے گا پھر باقی ہاتھ جبرائیل کے ہاتھوں پہ آئیں گے تا کہ بشر کا ہاتھ چھو نہ سکے۔۔(نعرہ حیدری)

اچھا۔۔۔۔!

بات آ گئی ہے سامنے تو کچھ کرتا ضرور ہوں !

یہ تو میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ نام فاطمہ " ہے لقب سکینہ " ہے۔

دیا کس نے۔۔۔؟

اپنے وقت کے محمد ؐ نے،اس ذات نے کہ محمد ؐ کو بھی اس سے ہونے میں عار محسوس نہ ہو۔

انا من الحسین کیا ہے ؟

یہی تو ہے۔

گویا لسان اللہ نے،اللہ کی زبان نے یہ لقب دیا۔

یہ ایک الگ بحث ہے اور اس کے لئے مجھے کم از کم پانچ،سات عشرے چاہییں ۔جو شاہِ نجف نے عطا کیا ہے۔ذاتِ واجب کی قسم اس کے لئے قیامت تک کا وقت بھی تھوڑا ہے چونکہ دینے والا ناپ تول کے دیتا ہی نہیں ہے،روٹی کے

بدلے جو 70 کی قطار دیتا ہے اور وہ دی کیوں ؟

تاخیر ہو رہی تھی روٹی میں، مولاؑ نے کہا کہ تلاش کا وقت میری کریکی پہ دھبہ ہے

، قطار دے

اب دیکھ !

چار آنے دینے میں کسی کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ غریب بھی دے سکتا ہے۔ امیر بھی دے سکتا ہے اور اُن کے لئے چار آنے دینے کے لئے بھی اتنا زور لگتا ہے اور پوری کائنات کسی کو دے دیں تو پھر بھی اتنا زور لگتا ہے۔ چونکہ جیسے چار آنے ان کے لئے لاشئی ہے کائنات بھی ان کے لئے لاشیء ہے وہ تو اتنے بڑے عطا گر ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے در پہ آؤ بھی سہی ہم تمہیں اللہ تک دے سکتے ہیں

۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔۔!

یہ خوشی اب ضرور ہوتی ہے کہ میری محنت ضائع نہیں ہو رہی

ہاں۔۔۔!

سکینہؑ لقب دیا لسان اللہ نے۔

دیکھئے۔۔۔!

خُدا جو لفظ بولے یا جتِ خُدا جو بولے تو وہ اس لفظ کے ہر حرف کو وہیں رکھتے ہیں جہاں اسے ہونا چاہیے وہ جو بھی بولیں گے اسی کی ضرورت ہو گی ہر حرف میں اور

آج کل مَیں نے اس پر تحقیق الگ سے شروع کی ہوتی ہے۔قرآن کی تقریباً ساڑھے چار سو آیات پہ مَیں تحقیق کر چکا ہوں کہ اللہ نے جس جس آیت میں جو جو لفظ بولا ہے، کس حرف کا کیا مزاج ہے، خُدا چاہتا کیا ہے۔اور اِتنی آیتوں میں بھی مجھے پتہ نہیں کہاں کہاں کی سیر ہوگئی۔

اب دیکھیں۔۔۔۔۔!

اللہ نے قرآن کہاں سے شروع کیا ؟

"ب" سے

"الف" کا حرف اللہ کے لئے ہے۔"الف" سے شروع کیوں نہیں۔

"الف" توحید کے لئے "ب" نبوت کے لئے اور "نقطہ" ولایت کے لئے۔

اب اس نے "الف" سے شروع نہیں کیا۔

"ب" سے شروع کیا۔یہ بتانے کے لئے کہ مَیں غائب ہوں، مَیں نظر نہیں آتا۔میرا محبوب نظر آتا ہے۔آغاز اس سے کر رہا ہوں مگر اس کا گذارہ بھی نقطہ کے بغیر نہیں ہوتا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

اچھا۔۔۔۔!

اب دیکھیں !

تمہارے رسولؐ کا نام کیا ہے ؟

محمدؐ

اس میں دو دفعہ "م" کیوں ہے ؟

ایک "م" ملکوت کی ہے۔ایک ملک کی

اب اللہ نے جہاں سے قرآن شروع کیا ہے۔۔۔!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ب" سے شروع کیا۔آخر میں ظاہر "م" کو کیا۔یہ بتانے کے لئے کہ جو "ب" ہے وہی "م" ہے۔

اب دیکھیں۔۔۔!

یہ تین دفعہ "م" آئی ہے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں "ب" میں ،اور "م" اب "بسم" ایک الگ لفظ ہے اس کے آخر میں "م" الرحمٰن کی "ح" کے بعد "م" "ح" حرف حسینیت ہے یعنی اللہ ظاہر یہ کررہا ہے کہ جو حسین علیہ السلام ہے "م" کو ظاہر یہ کررہا ہے اور ظاہر ہوگئی "الرحیم" میں اور میں یہ تمہیں بتا چکا ہوں کہ اُنیس 19 حروف ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ہیں اور 19 ہی حروف پنجتن پاکؑ کے ناموں کے ہیں اور "رحیم" کے چاروں حروف حسین علیہ السلام کے ہیں پھر "رحیم" کی "م" میں ظاہر ہوگئی یہ بتانے کے لئے۔

حسین منی و انا من الحسین

یعنی جو رسولؐ نے حدیث میں کہا وہ اللہ نے بسم اللہ میں کہا۔

اچھا۔۔!

اب پہلی وحی کیا تھی۔؟

اقراء۔۔۔(سورہ علق۔آیت 1)

پہلے ''بسم اللہ'' پڑھی پھر کہا۔''اقراء'' یہ بتانے کے لئے کہ ''ب'' نے اس ''الف'' کو ظاہر کر دیا۔

اقراء۔۔۔(سورہ علق۔آیت 1)

ہاں۔۔۔!

تو یہ ٹھنڈا سا خاکہ بنا کر دے رہا ہوں تا کہ جو میں کہنے چلا ہوں اُسے آپ سمجھ سکیں۔۔!

تو اب حجت نے لقب دیا سکینہؑ

اب سکون کے لئے اور بھی لفظ تھے عربی زبان میں نہیں دیئے۔ صرف ''سکینہ'' جہاں ''س'' کو ہونا چاہیے تھا وہیں ہے۔ جہاں ''ک'' کو ہونا چاہیے وہیں ہے جہاں ''ی'' کو ہونا چاہیے وہیں ہے جہاں ''ن'' کو ہونا چاہیے وہیں ہے۔ جہاں ''ہ'' کو ہونا چاہیے وہیں ہے اور تم دیکھ لو اس نام کا آخری حرف پھر ھویت کا ہے۔

کس نے نازل کیا تھا۔۔؟

ھو نے

ھو الذی انزل السکینتہ ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

'' سکینہ '' کے آخر میں '' ہ ''

اَب مَیں جو بتانا چاہتا ہوں اپنے صاحبانِ چشم سامعین کو یعنی آنکھوں کو دیکھئے۔!

اس سے یہ ظاہری آنکھیں مُراد نہیں، یہ ہوں بھی تو بندہ اندھا ہو سکتا ہے۔ یہ نہ بھی ہوں تو بندہ بینا ہو سکتا ہے۔

اب دیکھو۔۔۔!

حدیث رسولؐ ہے فرماتے ہیں۔

اللہ میرے بھائی موسیٰؑ پر رحم کر۔ اس کی دائیں آنکھ اندھی تھی اور اللہ میرے بھائی عیسیٰؑ پر رحم کر۔ اس کی بائیں آنکھ اندھی تھی۔

اَب نعوذ باللہ نبیؑ ایسے تو نہیں تھے تو کیا کہہ رہا ہے رسولؐ۔؟

قوسِ سعودی اور نزولی کا سلسلہ ہے

ایک طور پہ جا رہا ہے۔ بیوی سے بھی کہہ رہا ہے یہی رُک مَیں اکیلا جاؤں گا۔ ایک آسمانوں پہ جا رہا ہے چوتھے پہ جا کے دم توڑ دیا۔

اس کی طرف اشارے ہیں تو مَیں صاحبانِ چشم سے بات کر رہا ہوں۔

اب یہ جو لقب حسین علیہ السلام نے دیا۔ ہم جب خُدا اور حجیت کی روش سے دیکھتے ہیں تو اس میں ایک چیز سامنے آتی ہے۔

دیکھئے۔!

مزید دلائل میری ذمہ داری ہے چونکہ منبر سے جو کہہ رہا ہوں اور جو یہاں بیٹھتا ہے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے اور شاہِ نجفؑ کا فرمان ہے کہ منبر پہ یا حجت بیٹھتی ہے یا شیطان۔ یہ قاضی شریح سے مولاؑ نے فرمایا تھا۔

فرمایا: اگر تو نے یہاں بیٹھ کے حق بولا تو حجت کی سنت پر عمل کیا اور اگر حق چھپایا تو شیطان کی سنت پر عمل کیا۔

اب پانچ حروف ہیں، اس خاندان میں دو ہستیاں ہیں جن کے ناموں میں پانچ حروف ہیں، دونوں پردہ دار ہیں۔

(1)۔ جنابِ فاطمہؑ (2)۔ جنابِ سکینہؑ

یا جنابِ فاطمہؑ کے نام میں پانچ یا جنابِ سکینہؑ کے نام میں۔

پہلے تو میں یہ بتا دوں کہ یہ پانچ حرف ہیں نا لفظ سکینہ میں۔ یہ پانچوں کے پانچوں حرف نورانی ہیں۔

دیکھئے۔۔!

کل اٹھائیس (28) حرف ہیں چودہ (14) حرف نقطے والے۔ چودہ (14) حرف نقطے کے بغیر۔ بارہ (12) نقطے کے بغیر والے حرفِ نورانی کہلاتے ہیں اور دو 2 نقطے دار حرفِ نورانی کہلاتے ہیں۔ باقی چودہ 14 حرف ظلمانی کہلاتے ہیں۔ اب ظلماتی اور نورانی کا مقصد یہ ہے کہ جن حرفوں پہ پردہ پڑا ہوا ہے، جو پردہ دار حرف ہیں وہ ظلمانی کہلاتے ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نورانی

کہلاتے ہیں۔ دو نقطے والا " ق " اور " ن " دونوں نورانی ہیں۔ " د " اور " و " دونوں پہ نقطہ نہیں مگر ظلمانی ہیں پردے دار ہیں اِسی لئے تو " ھو " میں جب " و " لگے تو پردہ ہو جاتا ہے۔

اَب تمہارے رسول ؐ کے نام کو دیکھتے ہیں !۔

" م ۔ ح ۔ م ۔ ح ۔ د "

" م " نورانی۔ " ح " نورانی۔ " م "نورانی۔ " د " ظلمانی۔ یعنی آخری منزل جو رسول ؐ کی ہے اس پہ پردہ ہے یعنی جب دُنیا میں آیا ہے تو پردہ ہے کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔

علی علیہ السلام کے تینوں حرف نورانی ہیں۔ فاطمہ ؑ کی " ف " ظلمانی باقی چاروں حرف نورانی۔ یعنی ابتدائی حرف ظلمانی۔ پردہ ہے ابتداء سے، نہیں پتہ کہ کیا ہے یہ۔

توجہ ہے۔۔۔۔!

رسول ؐ کا آخری حرف ظلمانی۔ میری مخدومہ کا پہلا حرف ظلمانی۔ ابتدا سے ہی پردہ۔

حسن علیہ السلام کے تینوں حرف نورانی۔ حسین علیہ السلام کے چاروں حرف نورانی ۔سکینہ ؑ کے پانچوں حرف نورانی۔

اب یہ لقب مَیں نے دیا ہوتا یا کسی بھی عالمِ ربانی نے دیا ہوتا تو وہ بات اور تھی لیکن

یہ لقب دیا ہے حسینؑ نے۔ حسینؑ کے منہ میں اللہ کی زبان ہے۔ یعنی جس ذات کے بارے میں یہ ہو۔

ينطق عن الله ولله و با لله۔

حسینؑ بولتا ہے اللہ کی طرف۔ اللہ کے لئے اور اللہ کے ساتھ۔

اب اللہ کسی کو لقب دے یا حجت اللہ دے تو اس لقب میں جتنے حرف ہوتے ہیں نا۔ ہر حرف سے اللہ کا شروع ہونے والا نام اور اُس حرف پہ اللہ کا ختم ہونے والا نام اس ہستی میں تجلی ریز ہوتا ہے ورنہ لقب بے فائدہ۔

توجہ۔۔۔۔!

اللہ کا ایک نام ہے جو ختم ''س'' پہ ہوتا ہے۔

یاد کرو۔۔۔!

مَیں نے تمہیں بتایا تھا کہ کبرائی کی تنہائی میں رسولؐ نے سبحان اللہ کہا تھا۔

نجف والے نے الحمد اللہ۔

حسنؑ نے لا الہ الا اللہ۔

حسینؑ نے اللہ اکبر

اور جناب بتولؑ نے وہ نام لیا کہ آغاز و انجام کو یاں ضم کر دیا۔

بی بیؑ نے کہا تھا۔

سبوح قدوس

" س " سے حسینؑ کی تسبیح آگے چلی گئی۔ چونکہ اللہ نے کہا تھا کہ میرے حبیبؐ

!

تم سب کے منہ میں میری ہی زبانیں ہیں۔ ہر ایک نے توحید کے موتی پروئے
۔میرے حبیبؐ !تو کہا سبحان اللہ۔ تو نے لفظ " تسبیح " پہلے رکھا۔ میرا نام
اور مَیں۔ علیؑ نے کہا الحمد اللہ۔ دو تسبیح پہلے میرا نام بعد میں۔ حسنؑ نے کہا لا الہ
الا اللہ۔ حرف تسبیح پہلے میرا نام بعد میں۔ منہ چومنے کو دِل کرتا بے بدن کا حسین
کا۔ اس نے میرا نام پہلے تسبیح بعد میں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اے میرے حبیبؐ !

جب زمین پہ جانا تو میری عبادت کا اہتمام کرنا۔ لوگوں کو بلانے کے لئے بھی
حسینؑ والا جملہ ہوگا۔ اللہ اکبر۔ اذان بھی اِسی کلمے سے ہوگی اور جب نماز کی
نیت کروگے تو پھر میرے حسینؑ کے کلمے سے اللہ اکبر، اور جب ختم ہوکروگے تو
پھر بھی حسینؑ کا کلمہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، تو یہ تھی حسینؑ کی تسبیح اور بتول
نے کیا کہا ؟

اس تسبیح کا مزاج ہی الگ ہے۔ جس حرف سے اس کا نام لیا تھا اسی پہ ختم کردیا۔

سبوح قدوس

" س " سے شروع کیا۔ " س " پہ ختم کیا۔

چودہ 14 نام ایسے اللہ کے اگر تم تلاش کرلو کہ پہلا نام جس حرف پہ ختم ہوا اگلا اُسی

'' س '' شروع
سے شروع ہو جیسے قدوس '' س '' پہ ختم ہوتا ہے تو اگلا سلام
ہو گیا۔ اب سلام '' م '' پہ ختم ہوتا ہے نا تو اگلا ' مومن '
راستہ مَیں نے بتا دیا اب سارے مَیں نہیں بتاؤں گا !
تو وہ چودہ (14) میں سے جس محمدؐ کی طرف جھکاؤ زیادہ ہو رہی کا واسطہ دو پہاڑ
کی طرف انگلی کرو گے ہٹ جائے گا۔

خیر۔۔۔!
تو اَب ' س ' سے نام شروع ہوتے ہیں۔
سمیع۔ سریع۔ سامع۔ سبوح
'' س '' پہ ختم ہوتا ہے ایک ہی نام ۔!

قدوس
ان سارے ناموں کی جھلک اگر سکینہؑ میں ہے تو حسینؑ نے لقب صحیح دیا اگر نہیں ہے تو پھر صحیح نہیں ہے لقب دینے والا مسجودِ علم ہے اور اس لئے اس نے لقب میں پہلا حرف وہ رکھا جو تسبیح اس کی ماں نے پڑھی تھی۔ چونکہ حسینؑ کو پتہ تھا کہ یہ عکس ہے بتولؑ کا اِس لئے لقب میں اس رعایت کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ ''س '' سے لقب کا آغاز کیا کہ جس میں یہ سارے اسماءِ الٰہی تجلی ریز ہیں۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اگلا حرف کیا ہے ؟
'' ک ''

کریم۔کامل۔کبیر۔

حسین علیہ السلام لقب دے کے بتا رہا ہے کہ میرس اس بچی کی عمر پہ نہ جانا یہ کبیرہ ہے۔

جی۔۔۔۔۔۔!

سورہ بقرہ کی پونے تین سو آیتیں ہوں تو وہ قرآن ہے اور سورہ کوثر چھوٹی سی ہو تو وہ قرآن نہیں ہے ؟

توجہ۔۔۔۔۔!

اِسم اعظم وہ چیز ہے جس میں سارا قرآن جزو کے طور پر ہوتا ہے اور وہ تو ایک لفظ ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

یہ تو مَیں آپ کو کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ حاسدین سے مَیں نہیں گھبراتا بلکہ مَیں تو سجدۂ شکر کرتا ہوں چونکہ مجھے امیر کائنات ؑ کا وہ فرمان یاد آجاتا ہے جو انھوں نے اپنے بیٹے محمد ابن حنفیہ ؒ سے فرمایا تھا کہ بیٹے !

جب تمہارا ایک دُشمن پیدا ہو جائے تو سمجھنا تم میں ایک کمال ہے، دو دُشمن ہوں تو دو کمال ہیں۔تین دُشمن ہوں تو تین کمال ہیں اور لاتعداد دُشمن ہوں تو لاتعداد کمال ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ساتھ سرکار علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا :اگر تیرا دُشمن کوئی نہ ہو تو گڑگڑانا سجدے میں

کہ اللہ نے تجھے کمال سے خالی رکھا کہ تجھے کسی نے دُشمنی کے لائق ہی نہیں سمجھا۔

ہاں۔۔۔۔!

مجھے تو تسلی ہوتی ہے

توجہ۔۔۔۔!

کریم۔کامل۔کبیر

یہ '' ک '' سے شروع ہونے والے نام ہیں اور جو 'ک' پہ ختم ہوتے ہیں۔

ملک۔مالک۔الملک۔مدرک

یہ ساری صفتیں اگر اس معصومہؑ میں ہیں تو حسین علیہ السلام کا دیا ہوا لقب صحیح ہے

اگر نہیں ہیں تو صحیح نہیں

آگے کیا ہے۔۔؟

'' ی ''

اب '' ی '' سے اللہ کے صرف دو نام ہیں۔

یقضان اور یقین

یقضان صرف اس پہ بولا گیا ہے اور جو یقین ہے وہ دونوں علیوں پہ بولا گیا ہے

اُس علی پہ بھی۔اِس علیؑ پہ بھی

دیکھیں۔۔۔!

چار حرف میرے پاس علم کے ہیں سینے میں اگر مَیں منبر سے کہوں کہ عالم کی بات

سنناتو بچہ بھی سمجھ جائے گا کہ غضنفر اپنی بات نہیں کر رہا ورنہ کہتا میری بات سننا۔

اب یقین ہیں دو۔ایک وہ یقین ،ایک علیؑ یقین ،اب وہ کہہ رہا ہے قرآن میں

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۔

عبادت کرتے رہنا جب تک یقین چل کے نہ آئے۔

اگر اللہ نے کہا ہوتا نا حتی یاتیک الیقین (سورہ حجر۔آیت 99)

جب تک تیرے پاس یقین نہ آجائے چل کے عبادت کرتے رہنا۔

اب وہ یقین تو کہنے والا ہے۔وہ چل بھی نہیں سکتا۔وہ تو بدن بھی نہیں رکھتا۔تو معلوم ہوا کہ یہ پھر کوئی چلنے پھرنے والا یقین ہے۔

اللہ کہتا ہے :تب تک عبادت کرنا جب تک یقین آنہ جائے۔

اب یا تو علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی یقین لاؤ ورنہ اب میں ترجمہ کروں ؟

عبادت کرتے رہنا جب تک تیرے پاس علیؑ نہ آئے۔

اللہ کہتا ہے کہ عبادت کر جب تک یقین نے آئے۔بدبخت تو عبادت سے علیؑ کو باہر کر رہا ہے۔۔۔(نعرہ حیدری)

مَیں تو جب نماز پڑھتا ہوں۔مجھے تو یقین ہوتا ہے کہ میرا شہنشاہ آگیا۔

مَیں نے کہا تھا نا کہ آنکھیں نہ بھی ہوں تو کام چل جاتا ہے۔اب گلاب کا پھول اندھے کو بھی سونگھاؤ تو کہے گا نا کہ خوشبو ہے تو بس نماز میں جب خوشبوئے ولایت محسوس کرو سمجھ لو علیؑ آگیا۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔۔!

2 نام ۔یقظان اور یقین۔'' ی ''سے شروع ہوتے ہیں ۔یقظان کہتے ہیں ہمیشہ جاگتے رہتے والی ذات کو۔علیؑ کو یہ لقب اس لئے نہیں دیا کہ ایک رات اسے سونا پڑ گیا اس کے لئے۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

تو یقظان صرف اس کو کہتے ہیں ہمیشہ جاگتے رہنے والی ذات جسے نیند نہ آئے۔آتی علیؑ کو بھی نہیں تھی لیکن ایک رات اسے سونا پڑ گیا اس کے لئے وہ بھی اللہ نے کہا تھا۔مَیں نے قرآن میں کہہ دیا ہے

لا تاخذہ سنتہ و لا نوم ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 255)

اللہ وہ ہے جسے نہ نیند آتی ہے ،نہ اونگھ ،ایک رات سو جا ورنہ دُنیا تجھے کہے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

اب کہاں گئے پنتالیس منٹ (45) منٹ۔۔۔!

یہ تو مَیں کہتا ہوں کہ جتنی طلب ہوگی اتنی رسد ہوگی یہ طلب پہ ہے اور بچا کے مَیں نے کبھی نہیں رکھا، میرا ہو تو بچاؤں مال پرایا ہے بے دردی سے لٹاؤں گا۔میرا اپنا تو ہے ہی نہیں اور یہ سبق بھی مَیں نے علیؑ بادشاہ سے سیکھا۔وہ سودا ہوا تا جان کا تو لمبی تان کے سو گیا کہ مَیں کیوں حفاظت کروں اپنی۔اَب جس کی ہے وہ جانے

اسی لئے تو اللہ نے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کو بھیجا کہ اب یہ جان ہماری ہو چکی ہے جاؤ پہرا دو۔ جس کا کام وحی لے جانا تھا وہ پہرا دے رہا ہے۔

خیر۔۔۔۔!

اب باتیں یاد ہیں نا۔۔۔؟

یقصان۔یقین۔ ''ی'' سے دونام شروع ہوتے ہیں اللہ کے اور ''ی'' پہ ختم کون سے ہوتے ہیں ؟

علی۔

وھوالعلی العظیم ۔(سورہ بقرہ۔آیت255)

علی۔ولی

انما ولیکم اللہ ۔(سورہ مائدہ۔آیت55)

علی۔ولی۔وفی

یہ نام ''ی'' پہ ختم ہوتے ہیں۔ساری صفتیں اگر اس ذات میں ہیں تو حسینؑ کا دیا ہوا لقب صحیح ورنہ لقب غلط اور حسینؑ کو نعوذ باللہ غلط کوئی حرامی ہی کہہ سکتا ہے۔حلالی نہیں کہہ سکتا۔

ہاں۔۔۔۔!

یہ ایسی نگہبان ہونی چاہیے اپنی رعیت کی کہ کبھی سوئے نہ۔بظاہر چھوٹی ہے لیکن علیؑ ہونا چاہیے۔بلند ہونا چاہیے۔سخی ہونا چاہیے۔

اگلا حرف کیا ہے ؟

'' ن ''

'' ن '' سے نور۔ ناصر۔ نصیر۔

یہ اللہ کے نام ہیں اور '' ن '' پہ ختم کون نام ہو رہے ہیں؟

مومن۔ متین۔ مھیمن۔

یہ صفتیں ہیں تو حسینؑ کا دیا ہوا لقب صحیح ہے ورنہ نعوذ باللہ غلط۔

اب حرف بچ گیا ہے ایک لیکن بات اس میں اتنی بڑی ہے کہ آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا۔

اگلا حرف کیا ہے ؟

'' ہ ''

اِس حرف سے ایک ہی نام ہے جو '' ہ '' سے شروع ہوتا ہے اور ایک ہی نام ہے جو '' ہ '' پہ ختم ہوتا ہے، شروع ہونے والا نام '' ھو '' ہے اور ختم ہونے والا نام '' اللہ '' ہے۔ آغاز ھویت۔ انجام الوہیت یعنی ظاہر ہو تو الوہیت نظر آئے۔ چھپ جائے تو ھویت نظر آئے۔

اب دیکھیں !

اذان سنتے ہو۔ اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور آخری فقرہ ہوتا ہے لا الہ الا اللہ اذان '' اللہ '' سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ پہ ختم ہوتی ہے یہ ہے مفہوم

عبادت۔ یہ ہے مفہوم بندگی یعنی اذان دلوا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانے کو بتادیا ہے کہ نماز بس یہی کچھ ہے جو ہر ہے الوہیت کا اب چاہے اس میں میری گواہی دو گے وہ ہے الوہیت چاہے اس میں علیؑ کی گواہی دو گے وہ ہے الوہیت۔ چاہے درود میری آلؑ پر پڑھو گے ہے الوہیت۔

یارسول اللہ !

آپ بندے۔ وہ خُدا۔ آپ مخلوق وہ خالق۔

کہا۔

غضنفر ! جاہل نہ بن۔ ہذیان نہ بک ہماری زیارتوں میں پڑھتے نہیں ہو۔

السلام علیکم یا آل اللہ۔

اے اللہ کی آل ! تم پر سلام

جن کے شجرے اُلوہیت سے ملتے ہوں بس ان کو جس نے مان لیا یوں سمجھو قدرت کا بڑا انعام پالیا اور جس نے ان کو جتنا مانا اللہ نے اسے خود سے اتنا قریب کیا پھر عام بشر کیوں نہ ہوں۔ خاکی انسان کیوں نہ ہو۔ نہ نبیؑ ہو۔ نہ رسولؑ ہو۔ نہ امام ہو۔ معصومؑ ہو۔ نہ حجت ہو۔ عام بندہ ہو ان کو بلاشرط کلیہ مانے اللہ کہتا ہے گلیوں میں بیٹھ کے جنت نیلام کیے جا۔

میرے مشیت خاموش رہے گی۔۔۔۔۔ (صلوٰۃ)

خوش رہو۔ آباد رہو۔ مولاؑ آپ سب کی عبادت قبول فرمائے۔۔۔۔ (آمین)

ذکرِ مصائب

روزانہ سے بھی زیادہ دیر ہم نے شام کی مخدومہؑ کو انتظار کروایا۔ وہ
اکیلی نہیں آتی ہے شام سے بلکہ جس کا عشرہ ہو رہا ہے یہ بھی ساتھ ہوتی ہے اور
پھوپھی کی آغوش میں ہوتی ہے۔

بس!
اس کی خوشنودی کے لئے دو فقرے کہنے ہیں تا کہ آنکھوں کا تھوڑا سا
وضو ہو جائے۔ دونوں بیبیاں راضی ہو جائیں اور مَیں دُعا مانگوں۔
ابن منذر مدائنی تیرے خون رونے والے امامؑ کے سامنے بیٹھا ہے کہتا ہے۔

مولاؑ!
تیرے خون رونے کے بہانے تو ہزاروں ہیں۔۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ سب سے زیادہ
کس بات پر خون روتے ہو۔؟
امامؑ بیٹھ کے رو رہے تھے۔ اس سوال پہ کھڑے ہو گئے۔ خون کا فوارہ اُبل فرمایا:

ابن منذر!
ویسے تو مَیں قبر میں بھی خون روتا رہوں گا لیکن میدانِ قیامت میں بھی، جو بات
مجھے خون رُلا دے گی وہ یہ ہے کہ کربلا سے شام تک میری بہن سکینہؑ نے مجھ سے
چند فرمائشیں کیں۔
روتا اِس لئے ہوں کہ پوری ایک بھی نہیں کر سکا۔

ابن منذر نے کہا:
مولاؑ! اگر مناسب ہو تو مجھے کچھ بتا دیں تا کہ مَیں تیرے عزاداروں کو جا کے

بتاؤں وہ روئیں گے، ان کی نجات پکی ہو جائے گی۔

جب عزادار کی نجات کا سوال آیا تو سجادؑ نے فرمایا :

ہے تو چھری جو کلیجے پہ چلتی ہے لیکن چونکہ عزاداروں کی نجات کا مسئلہ ہے اس لئے بتاتا ہوں۔

فرمایا :

پہلی فرمائش یہ ہے کہ شامی جب چلتے تھے، کہیں اگر ستانے کے لئے دوپہر میں قافلہ روکتے ۔خود چھاؤں میں اُترتے، ہمیں دھوپ میں بٹھاتے ایک منزل پہ دوپہر کا قیام کیا۔حسبِ عادت خود سائے میں چلے گئے۔ہم دھوپ میں بیٹھے تھے۔

فرمایا۔۔

بڑی دھوپ تھی، عراق کی شہرۂ آفاق گرمی تھی۔سر پہ سورج تھا میری 4 سال کی بہن چلتی ہوئی میرے پاس آئی کہا بھیا دھوپ میں میرا چہرا جھلس گیا ہے بھائی وہ سامنے جھاڑی ہے تھوڑی دیر اُس جھاڑی کے نیچے آرام کرلوں ؟

سجادؑ کہتے ہیں :

مَیں نے کہا میری طرف سے روکاوٹ نہیں کرلو۔

عزادارو۔۔۔۔!

سجادؑ نے کھڑے ہو کر منہ پہ طمانچے مارے کہا :

کاش مَیں نے اجازت نہ دی ہوتی، مَیں نے کہا سو جا، جا کے لیٹی تھی۔

شمر حرامی نے طمانچہ مار کے اُٹھایا، اس نے کہا کس کی اجازت سے سو رہی ہو۔

یہ وہ فرمائش ہے جو مَیں پوری نہ کر پایا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

ساتویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو الذی انزل السکینیته فی قلوب المومنین لیز دادوا ایماناً مع ایمانھم وللّٰہ جنود السمٰوات والا رض وکان اللّٰہ علیماً حکیماً ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

ھو وہ ہے جس نے مومنین کے دِلوں میں خاص سکینہ کو نازل کیا۔

مَیں نے بتایا کہ صرف ایک جگہ ہی الف لام آیا ہے، ورنہ یا نکرہ کے ساتھ یا ضمیر کے ساتھ ذکر ہے۔ یہاں معرفہ ہے اس لئے کہا ہے خاص سکینہ، یعنی باقی جتنے بھی سکینہ ہیں ان کے مفہوم آپ کے سامنے بیان کئے ہیں لیکن یہ خاص سکینہ ہے جسے کتاب کے مقابلے بھی الکتاب، تو یہاں ''السکینہ'' آیا۔ خاص سکینہ، جیسے تمام کتابوں کے مقابلے میں قرآن الکتاب ہے اِسی طرح خاص سکینہ مومنین کے دِلوں میں نازل کیا تاکہ وہ اپنا ایمان بڑھالیں اپنے ایمان کے ساتھ۔

وللّٰہ جنود السموات والارض ۔(سورہ فتح۔آیت 4)

پہلے بھی مَیں بتا چکا ہوں کے خاص سکینہ نازل کرنے کے بعد اللہ نے لشکروں کا ذکر کیا ہے۔ آسمانوں کے لشکر بھی اللہ کے لیے زمین کے لشکر بھی اللہ کے لئے،

لشکر جتنا بڑا ہو گا فتح اُتنی یقینی ہو گی لیکن حسینؑ نے یہ کلیہ اُلٹ کر دیا۔ کہا کہ جتنا

چھوٹا میرا لشکر ہے اس سے چھوٹا کر کے دکھاؤ۔۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اس سے چھوٹا لشکر بن ہی نہیں سکتا اور حسینؑ کے لشکر میں کثرت ایسی ہے جنھیں لشکر کہا ہی نہیں جاتا۔ 4 سال کا بچہ لشکری ہوتا ہے۔ جس پہ نماز واجب نہیں۔ جہاد کیا واجب ہوگا لیکن حسینؑ نے بڑا دیا۔ 8 سال کے بچے کو۔ 6 سال کے بچے کو۔ 7 سات سال کے بچے کو۔ پانچ سال کے بچے۔ 6 ماہ کے بچے کو اور 97 برس کا بوڑھا کہاں لشکری ہوتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

سعید بھائی!

مَیں ضمانت سے کہہ رہا ہوں، شاید یہ بات پہلے نہ سُنی ہو کانوں نے، تحقیق عنیق کے بعد یہ کہنے کے قابل ہوا ہوں کہ حسینؑ کے لشکر میں جو سالم لشکری کہلانے کے حق دار ہیں۔ ان کی تعداد 14 ہے۔ اب حسین علیہ السلام کا یہ مختصر ترین لشکر ہے۔ لاکھوں کے مقابلے میں چودہ 14۔ اب کوئی 9 لاکھ سے تیرہ (13) لڑائے تو حسینؑ سے آگے بڑھے۔

توجہ۔۔۔!

یہاں پر ایک اور بات کرتا چلوں !

اغیار کی بات نہیں کر رہا، ان کی بات کر رہا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ علماء کہلواتے

ہیں منبروں پہ بیٹھ کے۔

بھری پڑی ہیں کتابیں امیرِ کائنات ؑ کے اس فرمان سے کہ مختار ؒ میرے حسین ؑ کے قاتلوں میں سے تین لاکھ تراسی ہزار بندہ مارے گا۔

توجہ۔۔۔

مولا ؑ نے فرمایا کہ میرے حسین ؑ کے قاتلوں میں سے، اب پونے 4 لاکھ تو مختار ؒ مارے۔ اگر کربلا میں یزیدی سپاہی 30,000 تھے تو عدل امامت کہاں گیا۔

ہاں۔۔۔۔!

بینائی زائل ہو جاتی ہے اگر باب العلم کو سجدہ نہ ہو۔ مَیں نے تو 4 سال کی عمر میں سجدہ کیا تھا۔

تو حسین علیہ السلام کا لشکر بھی بے مثال۔ نہ پیچھے کوئی مثال بن سکتی ہے۔ نہ قیامت تک بن سکتی ہے۔

6 ماہ کے بچے سے ستانوے برس کے بوڑھے تک کل 72 نو لاکھ کے مقابلے میں لے جائے تو دہشت سے مَر جائے گا لیکن حسین ؑ نے وہ طلسم پھونکا کہ بچے ہوں، بوڑھے ہوں، ایک دوسرے کو پیچھے دھکیل دھکیل کے کہہ رہے تھے کہ مَیں جاتا ہوں، مَیں جاتا ہوں۔

ہاں۔۔۔۔!

تو جیسے حسینؑ کا لشکر خاص اسی طرح حسینؑ کی سکینہؑ خاص توحید کو الف لام لگانا پڑی اور حسینؑ کی پوری کہانی بند ہے۔ا۔ل۔م میں

دیکھیں۔!

ہر علم میں تغیر ہوتی ہے اَب اللہ کہتا ہے۔

الم ہ ذلک الکتاب لا ریب فیه ۔(سورہ بقرہ۔آیت 1)

الم وہ کتاب ہے جس میں ریب نہیں ہے۔

اَب اسے علم اعداد کی روشنی میں دیکھو۔۔۔!

الف کا ایک (1)۔

ل کے تیس (30)۔

م کے چالیس (40)

کتنے ہوگئے ؟

اکہتر (71) بہتر واں (72) تو خود حسینؑ ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

یہ حسین علیہ السلام کے سارے ساتھی مل کر کیا ہیں۔؟

الم

یہ مل کر الف۔لام۔میم ہیں اور ایک سکینہؑ الف لام ہے۔

اچھا۔۔۔!

اس کو نازل کس نے کیا ؟

اسے ھو نے نازل کیا۔

یہ تو پہلے میں بتا چکا ہوں کہ سکینہ" کیا چیز ہے۔ایمان۔روح اللہ۔جنت۔ٹھنڈی ہوا۔ایک اور چیز کو بھی لفظِ سکینہ سے نسبت ہے۔

بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہمارے میں سے چن لو بادشاہ کوئی۔اس وقت کے نبیؑ نے کہا کہ طالوت تم میں سے بادشاہ ہے۔اُنھوں نے کہا کہ یہ تو بہت غریب سا بندہ ہے۔

فرمایا۔۔۔

ان اللہ اصطفہ علیکم و زادہ بسطتہ فی العلم و الجسم ۔(سورہ بقرہ۔آیت 247)

اللہ نے اسے مصطفیٰ کیا ہے۔یہ علم میں بھی تم سے بڑا ہے۔جسم میں بھی تم سے بڑا ہے۔

دلیل کیا ہے ؟

اللہ نے اسے چنا۔

توجہ۔۔۔!

ان آیه ملکه ان یا تیکم التا بوت فیه سکینه من ربکم و بقیته مما ترک آل موسیٰ و آلِ ہارون تحمله الملائکه ان فی ذالک لا یت لکم ان کنتم مو منین۔(سورہ بقرہ۔آیت 248)

اس کے ملک کی آیت یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آنے والا ہے اس میں تمہارے ربّ کی طرف سے سکینہ ہے۔ تسکین ہے۔ سکون ہے اور اس میں آلِ موسیٰؑ کا بقیہ ہے۔ آلِ ہارونؑ کا بقیہ ہے ملائکہ اسے اُٹھا کے لائیں گے۔

اَب دو مسئلے تو یہ آیت حل کر رہی ہے۔

کیا ؟

تابوت آنے والا ہے۔ اس میں تسکین ہے۔ اسے فرشتے روئیں گے۔

کہ تابوت بدعت ہوتا تو، خُدا کیوں بناتا۔

اچھا۔۔۔!

اُٹھایا کس نے ؟

فرشتوں نے

معلوم ہوا کہ تابوت بنانا اللہ کا کام ہے اور اُٹھانا فرشتوں کا کام ہے۔

اچھا !

اور کیا ہے اس میں ؟

آلِ موسیٰ ؑ کا بقیہ۔ آلِ ہارون ؑ کا بقیہ۔ فرشتے اٹھا کے لائیں گے۔

ان فی ذالک لآیه لکم۔ (سورہ بقرہ۔ آیت 248)

اس میں تمہارے لئے ایک آیت ہے۔

نشانی ہے۔

ان کنتم مومنین ۔(سورہ بقرہ۔ آیت 248)

اگر تم مومن ہو۔

اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ تابوت کا تعلق مومنین سے ہے۔

اچھا۔!

مَیں نے کتب اہل بیت ؑ کی ورق گردانی کی تو اس میں ملا کہ جناب باقر العلوم سے کسی نے پوچھا کہ تابوتِ سکینہ کی سمجھ تو آ گئی لیکن وہ بقیہ کیا تھا ؟

سرکار ؑ نے فرمایا :

ایک تو اس تابوت میں تورات تھی۔ موسیٰ ؑ کے کپڑے تھے۔

ہاں !

کپڑا ابھی اسی منزلت کا مالک ہے۔

توجہ۔۔۔!

اس میں موسیٰؑ کی جوتیوں کا جوڑا بھی تھا۔ ہارونؑ کا عمامہ۔ جہاں ایک نبی کے سر والی چیز پڑی ہے، وہاں دوسرے نبیؑ کی جوتیاں بھی پڑی ہیں۔ اور اس میں ہارونؑ کا عصاء بھی تھا۔

توجہ۔۔۔!

مجھے بھی اور چیزوں پر بحث نہیں کرنی۔ مجھے تو یہ بحث کرنی ہے کہ تورات اُس وقت اتنی ہی معزز تھی جتنا تمہارے لئے قرآن۔ جہاں اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب پڑی ہے وہاں نبیؑ کی جوتیاں بھی پڑی ہیں۔

اب دیکھیں۔۔!

تابوتِ سکینہ کس نے بھیجا ؟

اللہ نے

اُٹھایا کس نے ؟

فرشتوں نے

اب السکینہ کو کس نے نازل کیا۔؟

ھُوَ نے

اُٹھا کے کون لایا ؟

فرشتوں میں تو دم نہیں۔ فرشتوں کی طہارت میں اتنی وسعت نہیں، کیونکہ فرشتے

ظاہر ہیں۔ یہ تلمیہ والی ہے۔ فرشتے تو وہ ہیں جو سلمانؑ کے بھی فرمانبردار ہیں۔

توجہ۔۔۔۔۔!

جناب سلمانؑ کا آخری وقت تھا۔ سلمانؑ کچھ بول رہا تھا۔

ارے تم کیا کر رہے ہو۔ کیوں آ رہے ہو۔ مَیں نے کہا تا کہ جب تک علیؑ نہیں

آتے اُس وقت تک تم اپنا عمل شروع نہ کرنا۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں ! ہاں ! ۔

کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب عزرائیل جناب سلیمان

کے پاس آیا تھا تو ان کو مہلت تک نہ دی، اس نے سلمانؑ جیسے با عزت نبیؑ کو

سیڑھیاں نہیں اُترنے دیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔!

ملک الموت آیا، سلیمانؑ نے کہا کہ تم کون ؟

ملک الموت نے کہا :

مَیں عزرائیل ہون۔

کیوں آئے ہو۔؟

کہا : مَیں کیوں آیا کرتا ہوں تمہارا آخری وقت آ پہنچا ہے۔

جب عزرائیل آگے آیا تو سلیمانؑ نے کہا چلو راستہ دو، ہم پلنگ پہ لیٹتے ہیں، تم

رُوح قبض کرلو۔

کہا :اجازت نہیں ہے

کہا :جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو ؟

ملک الموت نے کہا :

کیا تم بھی جانتے ہو کہ کس کے بھیجے ہوئے سے بات کر رہے ہو۔

توجہ۔۔!

اَب قرآن کہتا ہے کہ وہیں نبیؑ کی رُوح قبض کر کے چل گیا۔نبیؑ کی میت وہاں لاٹھی کے سہارے کھڑی رہی،ایک سال تک کھڑی رہی۔

فلما قضینا علیه الموت ما دلهم علی موته الا دابته الارض تاکل منساته ۔(سورہ سبا۔آیت 14)

جب تک دیمک نے سلیمانؑ کے عصاء کو کھا نہیں لیا اور لاش گری نہیں تب تک کسی جن کو پتہ نہیں چلا۔

توجہ۔۔!

وہ جن جو کام کر رہے تھے اور پورے سال سے کر رہے تھے

دیکھیئے۔۔!

پورا سال جنات کام کرتے رہے۔اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہماری نگرانی کے پے

کھڑا ہے۔ جنات نے یہ کیوں نہ سوچا کہ یہ کھانا کھانے کیوں نہیں گیا۔

انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ سونے کیوں نہیں جاتا۔ اس کو نیند کیوں نہیں آتی۔ یہ ضروری حوائج کے لئے کیوں گیا معلوم ہوا کہ ایسی کوئی چیز سلیمانؑ میں نہیں تھی۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔۔!

تو یہ وہ نبیؑ ہے جسے نبوت میرے نبیؐ کی جوتیوں کے صدقے میں ملی اس کی شان یہ تو ہمارے نبیؐ کی شان کیا ہوگی۔

توجہ۔۔۔!

جس عزرائیل نے سلیمانؑ کو ڈانٹا اور اس نے سلمانؑ سے ڈانٹ کھائی۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

آٹھویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توجہ ہے بات شروع کی جائے۔!

آج عیدِ شجاع کی مُبارک سعید بھائی نے آپ کو دے دی۔ میری طرف سے مکرر آج عیدِ شجاع ہے اور چہرے مُرجھائے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

یہ واحد عید ہے جس کے تمہارے گیارہویں امامؑ کی زبان سے بہتر (72) نام

ادا ہوئے ہیں۔ یہ عید الاعیاد کہلاتی ہے یعنی عیدوں کی عید، عید وہ ہوتی ہے جب تم خوشی کرو اور عید الاعیاد وہ ہوتی ہے، جس پر عیدیں خوشی منائیں۔

ہاں !

ھو الذی انزل السکینہ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما ۔سورہ فتح۔آیت 4

یہ تو جانتے ہو کہ جو کائنات کے حقائق اور علوم ہیں، اللہ نے ایک سو چودہ کتابوں میں نازل کیے، جو ایک سو چودہ کتابوں میں ہے وہ قرآن میں، ایک سو چودہ سورتوں میں، ہر سورت ایک کتاب کا جواب ہے۔ بڑی سورتیں بڑی کتابوں کا جواب، چھوٹی سورتیں چھوٹے صحیفوں کا جواب، تو ایک سو چودہ سورتیں ہیں قرآن کی یہ تمام کُتب منزلہ کا جواب ہے۔ اور جو کچھ سارے قرآن میں ہے وہ سورہ یٰسین میں ہے اور جو یٰسین میں ہے وہ سورہ فاتحہ میں ہے۔ جو فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔

ہاں!

ثابت یہ ہوا کہ کائنات کے سارے حقائق، سارے اَسرار، سارے غوامض، سارے علوم بسم اللہ میں ہیں

توجہ۔۔۔!

چار لفظ ہیں

1۔بسم 2۔اللہ 3۔الرحمٰن

4۔الرحیم

اُنیس حرف ہیں

ب۔س۔م۔ا۔ل۔ل۔ہ۔ا۔ل۔ر۔ح۔م۔ن۔ا۔ل۔ر۔ح۔ی۔م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف 19 اور سورہ مدثر پڑھنا اُس میں اللہ فرمارہا ہے۔

علیھا تسعتہ عشر۔سورہ مدثر۔آیت 30

مَیں نے جہنم کے دروازے اُنیس مقرر کیے ہیں۔

جب معصومؑ سے پوچھا گیا :

وجہ ؟

فرمایا:

اُنیس حرف ہیں بسم اللہ کے،

اُنیس حرف ہیں پنجتن پاکؑ کے ناموں کے ایک ایک کے دُشمن پر ایک ایک

دروازہ۔۔۔نعرہ حیدری۔

توجہ۔۔۔!

یہ اُنیس حرف جو ہر کائنات ہیں ۔ جو بسم اللہ میں آئے ہیں اور یہ آیت جو خاص سکینہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے کلمے کتنے ہیں ؟

کلمہ کی تعریف جانتے ہو ؟

ایک حرف کلمہ نہیں کہلاتا ، کم از کم 2 حروف ہوں زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے ۔ کم از کم 2 حروف ہوں تو وہ کلمہ کہلاتا ہے ۔

اَب ذرا حساب کرنا ہے !

ھو ۔ الذی ۔ انزل ۔ السکینتہ ۔ فی ۔ قلوب ۔ المومنین ۔ لیزدادوا ۔ ایماناً ۔ مع ۔ ایمانھم ۔ وللہ ۔ جنود ۔ السموات ۔ والارض ۔ وکان ۔ اللہ ۔ علیماً ۔ حکیماً ۔

اُنیس 19 کلمے ہیں ۔

توجہ ہے !

کائنات کا جوہر ہیں بسم اللہ کے انیس حرف اور خاص سکینہ کی تنزیل کے ہیں انیس کلمے ، وہاں حرف ، یہاں کلمے دلیل ہے اس اَمر کی کہ بسم اللہ کی تفسیر کا نام سکینہ ہے ۔۔۔ نعرہ حیدری

توجہ ہے ۔!

بسم اللہ کے انیس حرف کیا ہیں ۔؟

بسم اللہ کی "بسم" اور "الف" تمہارا رسولؐ ہے "لـــلـــہ"۔ تمہارا امام

ہے۔ ا،ل،ر،ح،م۔ فاطمہؑ ہے۔ "ن" الف،ل۔ حسنؑ ہے۔

"رحیم" "حسینؑ" ہے۔

یہ ہیں انیس حرف، اس کی تفسیر سکینہؑ ہے تو گویا پانچوں کی جھلک اس میں ہوگی۔

رسولؐ شب معراج کہاں پہنچے تھے ؟

مقامِ ہویت پر

تمہارا رسولؐ یوں گیا ہویت تک۔

ھو الذی انزل السکینہ فی قلوب المومنین

(سورہ فتح۔ آیت۴)

اَب حقیقتِ محمدیہ کا اودنیٰ پہ جانا، ہویت کا "السکینہ" کو نازل کرنا۔ یہ تجلی محمدی ہے اور چونکہ "**لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم**"۔ تاکہ مومن ایمان بڑھالیں اس ایمان کے ساتھ جو پہلے ان کے دِلوں میں ہے، اب ایک اور بھی تھا، یہ تو پردے کے باہر تھانا، ایک اندر بھی تھا، جب اس کی تجلی پڑی تو سکینہ پردہ دار ہوگئی۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

ایک پردے کے باہر تھا۔ یہ قوس نزولی اور صعودی میں تجلی محمدیہ ہے اور ایک

پردے کے اندر تھا اس لئے کیونکہ پردہ دار ہونا چاہیے قرآن دل پر اترتا ہے یہ دل میں اتری یعنی قرآن سے بھی بڑی پردہ دار ہے اور پردہ فاطمہؑ کا ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں!

اب سمجھے ہو کہ یہ بسم اللہ کی تفسیر ہے اب دلوں میں اتری ہے۔

کس کے؟

مومنین کے۔

اور جب جمالی طور پر مومنین کہا جائے اس میں زن و مرد شامل ہوتے ہیں لیکن یہ سکینہؑ کا کرم تھا کہ پھر آگے اللہ نے تقسیم بھی کر دی۔

لیدخل لمومنین والمومنات۔(سورہ فتح۔آیت 5)

تاکہ مرد اتراتے نہ پھریں۔

تو اب یعنی آیت ہمیں سبق یہ دے رہی ہے کہ اگر ایمان ہے تو پھر یہ مرقع ہے پنجتن پاکؑ کا چونکہ جنت اسی کی وجہ سے عطا ہو رہی ہے۔

لیدخل المومنین والمومنات فی جنات تجری من تحتها الانهار۔(سورہ فتح آیت 5)

تاکہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں اس جنت میں داخل کروں جس کے نیچے

نہریں بہتی ہیں۔

الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنه ۔

جنت کا پہلا سردار حسنؑ ہے اور عطاءِ جنت میں سکینہؑ کا کرم شامل، حسنؑ کی تجلی موجود ہے اور حسینؑ کا تو پوچھو ہی نہ، جس کی ہڈیوں میں حسینؑ ہو جس کی رگوں میں حسینؑ ہو، جس کے دماغ میں حسینؑ ہو۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ہے۔۔۔!

عناصر چار ہوتے ہیں۔

ہڈی۔ پٹھے۔ رگیں۔ دماغ

یہ باپ کیطرف سے، جس کے عناصر اربعہ کا نام حسینؑ ہو۔۔ (نعرہ حیدری)

دیکھئے۔۔۔!

مثال کے طور پر اگر کوئی عارف کامل ہو کر بسم اللہ کہے، ایک فارسی کے عارف شاعر نے کہا تھا۔

بہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم است

کہ عارف در مقام کن مقیم است

بسم اللہ کے راز کو جس عارف نے سمجھ لیا وہ سمجھ لے کہ مَیں کُن کے مقام میں رہتا ہوں۔

ہاں ۔۔۔!

جو عارف کامل ہو اور وہ بسم اللہ کو پڑھے، اسم اعظم ہے اور میں اپنے عشرے " حقیقت بسم اللہ "میں بتا چکا بھی ہوں فرمانِ معصومؑ کی روشنی میں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **اقرب الی الاسم الاعظم ۔**

فرماتے ہیں: ۔

آنکھ کی سیاہی آنکھ کی سفیدی کے اتنے قریب نہیں جتنا بسم اللہ اسم اعظم کے قریب ہے معصومؑ کے اسی جملے کی ترکیب میں اسم اعظم ہے اس پہ غور کرنا۔

ہاں ۔۔۔!

تو بسم اللہ پڑھ لو عرفان کی آخری منزل پہ کھڑے ہو کے تو تمہاری مرضی یا محمدؐ ۔یا علیؑ ۔یا فاطمہؑ ۔یا حسنؑ ۔یا حسینؑ کہہ دو تو تمہاری مرضی اور اگر زیادہ بولنے کی عادت نہیں تو فقط یا سکینہؑ کہہ دو تمہاری مرضی ۔

اچھا !

مدد کے لئے پکارنا ہے تو یا سکینہؑ کہنا ہے اور اگر ورد کرنا تو السکینہ کہنا۔

اچھا ۔۔!

دو ہستیاں اس خاندان میں ایسی ہیں کہ اللہ کے عجیب و غریب اسم کے ساتھ، اللہ کے ایک ایک اسم کے عدد ان ہستیوں کے نام کے برابر ہیں ۔

ایک شریکۃ الحسینؑ ہے

بی بیؑ کے نام کے عدد کتنے ہیں ؟

ز کے سات 7۔

ی کے دس 10۔

ن کے پچاس 50۔

ب کے دو 2۔

7+10+50+2=69 ۔

اللہ کا ایک نام ہے حاکم

ح کے آٹھ 8۔

ا کا ایک 1۔

ک کے بیس 20۔

م کے چالیس 40 .

8+1+20+40=69۔

جو تاثیر اللہ کے اسم حاکم میں ہے وہی بی بیؑ کے اس اسم زینبؑ میں ہے۔

اب حاکم تو حاکم ہی ہوتا ہے نا، اب وہ اللہ حاکم ہے، ہماری طرح تو حاکم نہیں نا، حاکم حکم دے دے کوئی مانے یا نہ مانے،

اللہ تو اس طرح نہیں ہے اس کے حکم سے نہ تقدیر باہر، نہ قضاء، باہر، نہ مشیت باہر، نہ ارادہ باہر،

ایسی کروڑوں، کھربوں، لاتعداد کائناتیں اس کی حکومت میں ہیں اور ہم عدد ہے بی بی ؑ اللہ کے اس اسم کے ساتھ، یہی وجہ تھی کہ کوفہ کے بازار میں جب خطبہ دینے کا ارادہ کیا، اب لاکھوں کا ہجوم تھا، بے غیرت ڈھول بجا رہے تھے ،مرلیاں، بانسریاں، باجے ،تاشے، اونٹ بلبلا رہے تھے ،گھوڑے ہنہنا رہے تھے۔

بازار کی چھتوں پر بازاری عورتیں پائل باندھے رقص کر رہی تھیں اور علیؑ کی بیٹی نے آہستہ سے کہا :۔

اسکت۔

خاموش۔

ہوا رُک گئی، فضا رُک گئی، سانسیں رُک گئیں، اُونٹوں کے گلوں میں بجتی ہوئی گھنٹیاں رُک گئیں

توجہ۔۔۔!

مَیں کہنا یہ چاہ رہا ہوں ،اب علیؑ کی بیٹی نے خطبہ تو انسانوں کو سنانا ہے ہوا کیوں رکی ہے ؟

چونکہ اللہ کے اسم الحاکم کی مظہر نے نام کسی شی ء کا نہیں لیا، ہوا بھی ،شاید مجھے نہ کہا ہو، رُک گئی، ہوا نے کہا اگر میں چلتی رہی تو پھر بی بی " کل چلنے نہیں دے گی۔ سانسیں سمجھیں ہمیں نہ کہا ہو، سینے میں رُک گئیں ،سانسوں نے دم روک لیا کہ کہیں ہمیں نہ کہا ہو ورنہ دوسری نہیں آنے دے گی اسی طرح گھنٹیوں نے یہ سمجھا ۔شاید ہمیں کہا ہو، یہ کیا ہے۔۔؟

یہ الحاکم کی حکومت کے اقتدار کا ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔

توجہ ہے !

معصوم" فرماتے ہیں، سرکار صادق آلِ محمد " کا فرمان ہے۔

اللہ جانتا تھا کہ آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہو گی جو قرآن میں صحیح غور و فکر کرے گی ان کے لئے اللہ نے سورہ توحید نازل کیا اور سورہ حشر کی آخری آیات کو نازل کیا۔

سورہ توحید پر اسی جگہ اسی منبر سے مَیں پورا عشرہ آپ کو سُنا چکا ہوں، اسے چھیڑنا نہیں اَب باقی ہیں سورہ حشر کی آخری آیات ان میں جو اللہ کہہ رہا ہے۔

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ۔سورہ حشر۔ آیت 22

دو ' ھو ' میں بند کر دیا کلمے کو اللہ نے۔

ھـــو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالـم الغیب و الشھادۃ

ھو الرحمن الرحیم ہ

ھو اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السّلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللّٰہ عما یشرکون ہ

ھو اللّٰہ الخالق الباری المصور لہ لا سماء الحسنی یسبح لہ ما فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم ۔(سورہ حشر آیت۔22,23,24)

توجہ ہے !

قرآن الماریوں میں رکھنے کے لئے نہیں ہے اور قرآن لہک لہک کر تلاوت کے لئے بھی نہیں ہے۔قرآن ہدایت کے لئے ہے۔

کہتے ہیں :جی !صامت ہے۔

مَیں مانتاہوں کہ قرآن صامت ہے،مَیں نے کب کہا کہ صامت نہیں ہے ،صامت کہتے ہیں گونگے کو اور گونگے کے اِشارے اس کے گھر والے جانتے ہیں اور مَیں عالمانہ ضمانت سے کہہ رہا ہوں،قصرِ بتولؑ کے اِس منبر سے اللہ کی عدالت تک ضامن،ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہا ہوں کہ یزید کی بیٹی نے میری اِس معصومہ،مخدومہ،مخدرہ،معظمہ سے پوچھا:

کس قبیلے سے تعلق ہے ؟

بی بیؑ نے کہا :

نحن من لااسرة القرآن۔

ہم قرآن کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔(نعرہ حیدری)

جن کا قبیلہ قرآن کا قبیلہ ہو، جن کا گھر قرآن کا گھر ہو۔

ہاں !

تو گونگے کے گھر والے گونگے کے اِشارے سمجھتے ہیں۔

اب دیکھیں !

جو حسب گونگے وہی بتانے والے کا، جو نسب گونگے کا وہی بتانے والے کا، جو ذات گونگے وہی بتانے والے کی اب قرآن ہے گونگا، اس کے سمجھنے میں اِشارے تو کسی مجسم قرآن کو ہی ڈھونڈنا پڑے گا نا جو سر سے پاؤں تک خود قرآن ہو، جو یہ کہہ سکے کہ اگر یہ صامت ہے، یہ گونگا ہے، مَیں تو ناطق قرآن ہوں

توجہ۔۔۔۔!

اب ذرا غور کریں۔۔۔!

اس میں اللہ نے اپنے کچھ نام گنوائے۔

پہلا نام اس نے گنا :

عالم الغیب والشھادۃ (سورہ حشر۔آیت 22)

دوسرا نام :

الرحمٰن (سورہ حشر۔آیت 22)

تیسرا نام :

الرحیم (سورہ حشر۔آیت 22)

چوتھا نام :

الملک (سورہ حشر۔آیت 23)

پانچواں نام :

القدوس (سورہ حشر۔آیت 23)

چھٹا نام :

السّلام (سورہ حشر۔آیت 23)

ساتواں نام :

المومن (سورہ حشر۔آیت 23)

آٹھواں نام :

المھیمن (سورہ حشر۔آیت 23)

نواں نام :

العزیز (سورہ حشر۔آیت 23)

دسواں نام :

الجبار (سورہ حشر۔آیت 23)

گیارہواں نام :

المتکبر (سورہ حشر۔آیت 23)

بارہواں نام :

الخالق (سورہ حشر۔آیت 24)

تیرہواں نام :

البارئ (سورہ حشر۔آیت 24)

چودہواں نام :

المصور (سورہ حشر۔آیت 24)

چودہ 14 نام کیوں لئے ؟

اَب یہ خود تحقیق کرو کہ چودہ (14) ہی کیوں ؟

مولوی کہتا ہے :

اس کے ننانوے (99) نام ہیں اسماء حسنٰی

خیر !

یہاں چودہ 14 گنوائے اور یہ میرے مولاؑ نے کہا کہ اللہ جانتا تھا کہ آخری

زمانے میں ایک قوم ہوگی جو صحیح غور و فکر کرے گی اس لئے یہ آیتیں بھیجیں،

اب تم آخری زمانے کی قوم ہو، سوچو، اگر کہو تو ایک Tip دوں تمہیں ؟

وہ Tip یہ ہے کہ اس میں اور ان میں فرق بس یہی ہے کہ یہ چودہ 14 ہیں، وہ اکیلا ہے۔

ہاں !

وہ بہتر جانتا تھا کہ اس بات کو، اس نے تو ایک حقیقت بنائی تھی اور وہ حقیقت اسے ایسی لگی، ایسی قابلِ تعریف لگی، ایسی قابلِ مدح لگی، ایسی قابلِ حمد لگی کہ اس کو کہنا پڑھ گیا کہ تو محمدؐ ہے، اور محمدؐ اسے کہتے ہیں جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے اور یہ کہا اس وقت جب اور زبان تھی کوئی نہیں ۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

دیکھیے !

مولوی توحید، توحید کی رٹ لگاتا ہے اور مولوی نے ہمیں اللہ کون سا دیا، جس کی حمد کریں اور مَیں اپنے سامعین کو وہ رسولؐ دے رہا ہوں جس کی حمد وہ کرے، جس کی حمد خود لائق حمد کرے، وہ کیا ہوگا۔

اس نے دیکھا، یہ تو مجھ جیسا ہے، جو مَیں ہوں وہ یہ ہے، اگر یہ دُنیا میں چلا گیا تو لوگ تو اسے مَیں کہیں گے گو کہ یہ نہیں کہے گا کہ مَیں وہ ہوں لیکن لوگ تو دیکھا چاند مانتے ہیں، لوگ تو اس کو کہیں گے، تو اللہ نے چودہ 14 حصوں میں تقسیم کر دیا، جاؤ

تم چودہ 14 میں ایک،

ہاں !

اللہ نے تین قسطوں میں اپنے نام گنے ہیں۔

ایک قسط :

عالم الغیب و الشهادة هو الرحمن الرحیم۔

(سورہ حشر۔آیت 22)

پھر پانچ نام اور قسط میں گنے۔

اب دیکھیں۔!

جب دوسری قسط شروع کی ہے نا اللہ نے اس میں پانچواں نام کون سا ہے؟

الملک۔القدوس۔السلام۔المومن۔المھیمن

الملک کے بعد القدوس کہا، ایک ک پہ ختم کیا نام کو،

دوسرے " ق " سے شروع کیا، وہ القدوس ' س ' پہ ختم ہوا اگلا " السلام

" "س" سے شروع ہوا۔السلام " م " پہ ختم ہوا۔

المومن " م " سے شروع ہوا اور پھر اللہ نے اپنا اگلا پانچواں نام جو تھا وہ پھر '

م ' سے دہرایا۔

المومن المهيمن۔۔۔(سورہ حشر۔آیت 23)

مہیمن کہتے ہیں نگران کو، نگہبان کو، محافظ کو، یعنی اب اللہ کہتا ہے کہ مَیں کائنات کا نگران ہوں، مَیں کائنات کا نگہبان ہوں،

مَیں کائنات کا محافظ ہوں،

حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے پوچھا تھا:

پالنے والے !

کبھی نیند آئی ہے تجھے ؟

اللہ نے کہا۔

کل جب طور پہ آنا، تو دو شیشیاں لے کے آنا پھر اس کا جواب دوں گا۔

جناب موسیٰؑ اگلے دن گئے اور شیشیاں لے کر کہا :

مالک ! یہ ہیں۔

کہا : تا حکم ثانی انھیں اسی طرح پکڑ کر کھڑے رہو جب تک مَیں دوسرا حکم نہ دوں۔

کھڑے کھڑے رات کا ایک پہر، دوسرا پہر، آنکھ لگی مُٹھیاں ڈھیلی ہوئیں، دونوں گر کر چکنا چور ہو گئیں۔

اللہ نے کہا :

تجھے جھپکی آئی، 2 بوتلیں نہ بچ سکیں اگر مَیں سو گیا تو کائنات بچے گی

----(نعرہ حیدری)

ہاں !
المومن، المھیمن، دونوں نام 'م' سے شروع کیے، اَب یہ جو مھیمن ہے

نا، پانچواں نام ہے۔

پانچ ہی حرف ہیں۔

م۔ہ۔ی۔م۔ن

" م " کے چالیس 40

" ہ " کے پانچ 5۔

" ی " کے دس 10۔

" م " کے چالیس 40

" ن " کے پچاس 50

145=50+40+10+5+40

اچھا !

اب سکینہؑ کے عدد نکالو !

" س " کے ساٹھ 60

" ک " کے بیس 20

'' ی '' کے دس 10

'' ن '' کے پچاس 50

'' ہ '' کے پانچ 5

145=5+50+10+20+60

جیسے زینب ؑ اللہ کے نام حاکم کی مظہر ویسے سکینہ ؑ اللہ کے نام مھیمن کی مظہر۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔!

جتنے عدد حاکم کے، اُتنے زینب ؑ کے،

حکومت دیکھی کوفہ میں، جتنے عدد مھیمن کے اتنے عدد سکینہ ؑ کے،

مھیمن۔نگہبان۔نگران۔محافظ۔

نگہبان وہ ہوتا ہے جسے نیند نہ آئے، جو سوئے نہ، جو حفاظت سے غافل نہ ہوا۔

اور مھیمن وہ ہوتا ہے جو نظر بھی نہ آئے، مھیمن کے لئے پردہ دار ہونا بھی ضروری، نہ وہ نظر آئے، نہ یہ نظر آئے، وہ حسین ؑ کی ذات میں ضم، یہ حسین ؑ کے سینے میں ضم۔

توجہ ہے۔۔۔!

مھیمن کے بھی پانچ حرف، سکینہ ؑ کے بھی پانچ حرف، اُس کے عدد بھی ایک سو

پنتالیس 145 اس کے عدد بھی 145، وہ بھی غیر مرئی، یہ بھی پردہ دار۔

دیکھئے۔۔!

جو مظہر ہوتا ہے وہ صفت سے بھی اظہر ہوتا ہے، وہ صفت سے زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔

اب دیکھیں۔

اللہ کا ایک اِسم ہے، ممیت، مارنے والا، اس کا مظہر عزرائیلؑ ہے،
ظاہر تو وہ ہوتا ہے نا موت کے وقت، اس لئے مَیں نے کہا ہے کہ مظہر صفت سے
زیادہ اظہر ہوتا ہے۔ اب وہ ہے مھیمن بالذات، مظہر ہے سکینہؑ

توجہ۔۔۔!۔

مَیں نے عالم معنیٰ میں حسینؑ کی بیٹی سے رابطہ کر کے کہا، تو جو مظہر ہے اس مھیمن
کی، اظہر کیسے ہے؟

فرمایا:

وہ مھیمن ہے خُدا کا محافظ ہے، مَیں کائنات کی بھی محافظہ ہوں، اُس کی بھی محافظہ
ہوں۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں!

اللہ نے اپنا نام پہلے رکھا مومن پھر کہا مھیمن، اللہ نے مومن کو اپنا ہم نام کر کے پھر
کہا مھیمن۔

ھو الذی انزل السکینته فی قلوب المومنین

(سورہ فتح۔ آیت 4)

اس سے ہمیں ایک اور تحفہ ملا !

مومن کے دل میں رہتی ہے تمہارے دل میں رہتی ہے، بے دل کے دل میں رہتی ہے۔

ہاں !

جو ہے ہی مھیمن ۔۔۔

ایک بدن پہ آنکھیں کتنی ہوتی ہیں ؟

دو (2)

اس مھیمن کی دو آنکھیں ہیں نا، کائنات کی حفاظت تو ایک آنکھ سے کرتی ہے دوسری سے ؟

اب ایسا ہے کہ یہ جو حروف ہیں نا، مَیں نے رات کو بھی بتایا تھا کہ دوائر اطراف بھی ہوتے ہیں اور حروف الدوائر بھی ہیں، دوائر الحروف سے مراد حرفوں کے دائرے اور حروف الدوائر سے مراد، دائرے والے حرف، تو دائرے والے حرف تو صرف تین 3 ہیں۔

(1) م (2) ن (3) و

دائرے والے کیوں؟

جب مبسوطی صورت میں لکھا جائے تو جہاں سے آغاز ہوتا ہے وہیں پہ ختم ہوتے ہیں۔

'' و '' کو اگر مبسوطی صورت میں لکھو تو ایسے ہوگا '' واو '' یعنی '' و '' سے شروع ہوا اور '' و '' پہ ختم اِس لئے حرف دائرہ،

'' م ''کو بسطی صورت میں لکھو تو ایسے ہوگا '' میم ''

'' م '' سے شروع ہوا '' م '' پہ ختم۔

اسی طرح '' ن '' کو لکھو تو ایسے ہوگا '' نون ''ن سے شروع ہوا اور ''ن '' پہ ختم۔الف۔ی اور '' و ''درمیان میں ہے۔

بس۔۔۔

مَیں ایک اشارہ دیتا ہوں !

تمہارے بارہویں امام ؑ کا حلیہ احمد بن اسحاق قمی جس نے پہلے پہلے بشریت میں سے زیارت کی تھی تیرے امام ؑ کی بشر ہو کر۔

گیارہویں امام ؑ نے کہا کہ چونکہ تو میرا وکیل ہے اور تیرے دل میں ہماری جو محبت معجون ہے اس کا انعام یہ ہے کہ آ تجھے بقیۃ اللہ ؑ کی زیارت کراؤں،

تو اس نے مولا ؑ کے حلیے پہ بات کی ہے۔

وہ کہتے ہیں میں نے سرکارؐ کی زلفوں پہ نظر کی تو سیدھی مانگ نکلی ہوئی تھی، مجھے یوں لگ رہا تھا۔

جیسے دو '' و '' کے درمیان الف ہو۔

ہاں۔۔!

یہ تو تین حرف ہیں حروف دوائر۔

دائرے کل کتنے ہیں، یعنی دوائر الحروف ؟

اصل میں ہیں چودہ 14، تیرہ 13 دائرے ظاہر ہیں۔

چودھواں 14 غائب ہے۔

یہ علماء حروف مانتے ہیں کہ دائرے چودہ 14 ہیں لیکن ملتے تیرہ 13 ہیں چودھواں دائرہ ابھی غائب ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہر دائرہ ایک معصومؑ سے منسوب ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔۔۔!

میں نام بتا دیتا ہوں آپ کو !

دائرہ اطس، یہ الف، ب، ت، ث یہ اطس کا دائرہ کہلاتا ہے۔

دائرہ ابجد۔دائرہ اھتم۔دائرہ اجب۔دائرہ اھقع۔دائرہ اجحش۔دائرہ ارغام۔دائرہ انسب۔دائرہ احست۔دائرہ اویل۔دائرہ احخص۔دائرہ

الفسیح ۔ دائرہ عاطط ۔ یہ تیرہ ظاہر ہیں چودہواں غائب ہے۔

یہ تو اگر میرے سامنے علماء حروف ہوں تو پھر میں بات ہی کچھ اور کروں اور حرو

ہی کچھ اور آئے اور پھر پوچھیں کس کس کی سیر ہو بہر حال یہ دائرے ہیں۔

میں یہ بھی بتادوں کہ آج تک علماء حروف کے استعمال میں صرف چھ (6) دائرے

مستعمل ہیں۔ سات 7 دائرے ابھی دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں کون حل کرے گا۔

بہر حال !

میں آپ کو ان کلیات میں نہیں الجھانا چاہتا۔۔۔!

دیکھیں۔۔۔۔!

اب یہ دائرہ جو اطس ہے، یہ تیرے کربلا والے معصوم ؑ سے منسوب ہے، دائرہ

ابجد شاہ نجف کے نام سے منسوب ہے۔

دائرہ افسیح بی بی ؑ کے نام سے منسوب ہے۔

خیر۔۔!

اب دیکھیں۔۔۔۔

اللہ کا نام ہے نا کہ **المھیمن**

کتنے حرف ہیں اس میں ؟

پانچ۔

سکینہ ؑ کے نام کے حرفوں پہ غور کرنا۔

س۔ک۔ی۔ن۔ہ

پہلے دو اللہ نے پردے میں رکھے، آخری تینوں حرف مہیمن میں موجود ہیں۔

ٹھیک ہے نا۔۔۔!

مھیمن

اِس میں وہ تین حروف ہیں جو سکینہؑ میں ہیں۔

ہ۔ی۔ن

یہ جو تیرہ دائرے مَیں نے گن کے بتائے ان تیرہ دائروں کے تین دائروں میں حصہ ہے سکینہؑ کا۔

دائرہ اھتم یعنی الف تو ہر دائرے میں ہے نا الف کے بعد جو حرف آتے ہیں ان پہ غور کرو۔

اھتم، الف کے بعد ہلال ولای ہ ہے اس دائرے میں سکینہؑ کا حصہ۔

ایھغ، ' ی 'سکینہؑ میں ہے اس دائرے میں سکینہؑ کا حصہ۔

انسب۔" ن " ہے سکینہؑ میں۔ اللہ جانے ہر معصومؑ سے ایک دائرہ منسوب، اس اکیلی سے تین منسوب۔ ایسے تو نہیں سکون بن گئی، تسکین بن گئی۔

حسینؑ کے دل کی، حسینؑ کے دل کی تسکین اور یہ حسینؑ کے دل کی تسکین۔

اچھا۔۔۔!

پہلے قرآن سے نا پوچھیں۔۔!

دیکھیں۔۔۔!

سکون بھی عربی کا لفظ۔ تسکین بھی عربی کا لفظ اور سکینہ بھی عربی کا لفظ۔

سب مترادف المعانی، ہم معانی

تو قرآن سے پوچھتے ہیں کہ سکون کس کس چیز میں ہے۔۔۔؟

سورہ توبہ میں اللہ تمہارے رسولؐ سے کہہ رہا ہے۔

خذ من اموالهم صدقه تطهر هم وتزليهم وصل عليهم ان صلواتک سکن لهم والله سميع العليم

۔(سورہ توبہ۔آیت 103)

اے میرے رسولؐ!

ان کے مالوں سے صدقہ نکلوایئے اور ایسا کر کے آپ انھیں طاہر کر دیں اور ان کا تزکیہ ہو جائے گا اور ان کو دُعا بھی دے دیں۔

کیوں۔۔۔!

ان صلواتک سکن لهم۔(سورہ توبہ۔آیت 103)۔

تیری دُعا ان کے لئے سکون کا باعث ہے۔

جو اثر محمدؐ کی دُعا میں ہے امت کے لئے وہ سکینہؑ میں ہے حسینؑ کے لئے۔۔۔(نعرہ حیدری)

اب دیکھو۔۔۔!

مَیں دو ٹکے کا بندہ ہوں لاکھوں لوگ مجھ سے دُعائیں منگواتے ہیں قبلہ۔ بیٹا نہیں ہے دُعا کیجئے۔

یہ پڑھتا نہیں ۔اس کے لئے دُعا کیجئے۔یہ ہمارا بیمار ہے اس کے لئے دُعا کیجئے، ہم کر دیتے ہیں اسے سکون مل جاتا ہے اور جسے محمدؐ دُعا دے۔

ارے۔۔۔!

میرا رسولؐ تو وہ ہے جس سے دُعا بھی اثر مانگتی ہے،

اللہ کہہ رہا ہے کہ ان کو دُعا دے دیا کر۔

کیوں ؟

اس میں ان کا سکون ہے۔

یہ ہے ایک رُخ۔

دوسرا رُخ؟

دوسرے معنی بتانے چلا ہوں سکون کے اور وہ بھی قرآن سے پوچھ کے۔

سورہ انعام میں اللہ اپنی صفت بیان کر رہا ہے :

فالق الاصباح وجعل الیل سکناً والشمس والقمر حسباناً۔(سورہ انعام۔آیت96)

مَیں صبح کو پھاڑنے والا ہوں اور مَیں نے رات کو سکون بنایا۔

کیوں ہے سکون ؟

میرا خیال ہے اس وجہ سے شاید کہ ہم رات کو بستر پہ سو جاتے ہیں۔ ہمیں نیند آجاتی ہے اور تھکن اُتر جاتی ہے چونکہ ہم نیند میں تھکن اتار لیتے ہیں اس لئے سکون ہے

اور یہ ہے حسینؑ کا سکون

توجہ ہے۔۔۔!

جہاں میں لے جانا چاہتا ہوں ابھی وہ زینہ اونچا ہے۔۔۔!

ہاں۔۔!

تو حسینؑ کی نیند کی ضمانت ہے سکینہؑ اور مظہرِ کُل ہے اس کا جس کی شان یہ ہے۔

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ۔(سورہ بقرہ۔آیت 255)

نہ اُسے نیند آتی ہے، نہ اسے اونگھ آتی ہے

حسینؑ فطرت کے آئین بدلتا ہے اور یہ حسینیت کا مزاج بدلتی ہے۔

آؤ۔۔۔!

ضمانت دے کے بات کر رہا ہوں کہ ظاہری طور پر جب دُنیا میں آئی اور پھر بیٹھنے کے قابل ہوتی۔ابھی نو 9 ماہ کی تھی۔

پھر کیا کرتا تھا۔۔۔!

9 ماہ کی تھی ابھی کہ حسینؑ جب بھی قرآن کی تلاوت کرتا تو سکینہؑ کو آغوش میں بٹھاتا اور تلاوت کرتے کرتے کبھی ٹھوڑی سر پہ رکھ کے سو جاتا۔۔۔

(نعرہ حیدری)

ہاں !

حسینؑ جیسا قاری ملے گا کہاں؟

جو نیزے پر پڑھے

ٹھیک ہے نا !

سارے کے سارے مجسم قرآن ہیں، چودہ 14 کے چودہ مجسم قرآن ہیں، یہ قرآن پڑھتے ہیں وہ سُنتا ہے جو کان بھی نہیں رکھتا، رسولؐ نے قرآن پڑھا، اُترا بھی اسی پر، علیؑ بادشاہ، لسان اللہ۔ اللہ کی زبان قرآن پڑھ رہی ہے۔ تیرا مولا حسنؑ قرآن پڑھتا تو اِدھر کی گلی بھی بند ہو جاتی۔ اُدھر کی گلی بھی بند ہو جاتی لوگوں کو سودا سلف بھول جاتا، کاروبار بھول جاتا بس کھڑے ہیں قرآن کو سننے کے لئے۔ یاد نہیں ہے کہ ہم گھر سے نکلے کیوں تھے، جانا کہاں ہے۔

توجہ ہے۔۔۔!

جس کو بھی دیکھ لو !

سرکار زین العابدینؑ قرآن پڑھ رہے تھے، ایک ماشکی قریب سے گذرا جو مشک لے کر جا رہا تھا، تلاوت کی آواز سُنی۔ رُکا۔ جھوما۔ گرا۔ مَر گیا یعنی یہ ظلم ہے اس گھر کی تلاوت میں لیکن جس نے بھی پڑھا، چاہے حسینؑ کے نانا پڑھا، باباؑ نے پڑھا، ماںؑ جب قرآن پڑھتی تھی تو حوریں عبادت خانے چھوڑ

کے دریچہ افلاک کھول کے بتولؑ کی قرات اور تلاوت سنتیں

ہاں۔۔۔!

چاہے ناناؐ نے پڑھا،

باباؑ نے پڑھا۔

ماںؑ نے پڑھا۔

بھائی حسنؑ نے پڑھا۔

جس نے بھی پڑھا ظاہری زندگی میں پڑھا بس، زندگی کے بعد کسی سے قرآن کسی نے نہ سُنا۔ حسینؑ نے بتایا کہ دیکھو میرا تن کہاں ہے۔

توجہ۔۔۔۔!

یہ مَیں کئی دفعہ تمہیں بتا چُکا ہوں !

ڈاکڑ موجود ہیں میری مجلس میں، علم طبیعیات کے علماء سے بھی تحقیق کر لینا کہ ہر بولنے والی جنس بولتی ہے پھیپھڑوں کے ذریعہ، پھیپھڑے نہ ہوں تو نہیں بولا جا سکتا جیسے مچھلی میں پھیپھڑے نہیں ہیں اس لئے عادل نے مچھلی کو زبان ہی نہیں دی کہ بھئی جب بولنے والی شئی نہیں ہے تو زبان کیوں دُوں۔

ہاں۔۔!

تو حسین علیہ السلام نیزے پہ بتا رہا ہے کہ میرا بولنے والا عضو تو کربلا میں ہے اور مَیں نیزے پر صرف بول نہیں رہا بلکہ قرآن پڑھ رہا ہوں۔

تو ایسا بڑا قاری قرآن چھوڑ کر سکینہ ؑ کے سر پہ سر رکھ کے سو جاتا ہے۔

توجہ۔۔۔!

حجت کے ہر فعل میں کوئی حکمت ہوتی ہے کوئی مصلحت ہوتی ہے کوئی علت ہوتی ہے۔

ہاں۔۔۔!

یہ ہمیشہ عادت رہی ہے سلطانِ کربلا ؑ کی کہ جب بھی قرآن پڑھنا، اس مخدومہ کو آغوش میں بٹھانا۔

دیکھئے۔۔۔!

اس پر بھی کئی مجالس پڑھی جاسکتی ہیں کہ کیوں بٹھاتا تھا تلاوت کے وقت آغوش میں لیکن ایک حقیقت بے نقاب کرنا چاہتا ہوں جو اِن مجالس پر بھاری ہے۔

شب عاشور۔

یہ پتہ ہے کہ حر کے دِل میں انقلاب صبح عاشور ہی پیدا ہوا تھا۔

کیوں۔۔۔؟

حسین ؑ کی تلاوت سن کر اور کتنے بندے جو ہیں غاضریہ کی بستی سے دریا کے ذریعہ آگئے تھے اس تلاوت کو سن کر اور کیا تلاوت کی تھی تیرے مولا ؑ نے اس رات۔۔؟

ہاں !

ذرا کتابیں پڑھو !

عادت کے مطابق جھولی میں بٹھایا، سورہ بقرہ کی تلاوت کی۔

الم ہ

مَیں بتا نہیں چکا کہ " الم " کیا ہے ؟

عِلم الاعداد کی روشنی میں بتا چکا ہوں

اَب کتنے پارے پڑھ لئے حسینؑ نے کہ نعوذ باللہ تھک گیا ؟

بس۔۔۔!

" الم " کہا۔ رخسار بیٹی کے سر پہ رکھا، تھوڑی اُونگھ آ گئی پھر سر اُٹھایا اور کہا " الم " پھر یہ رخسار رکھا دوسرے والا پھر سو گئے پھر سر اُٹھایا اور کہا " الم " تین دفعہ ایسا ہوا۔

اچھا۔۔۔!

پہلے تھوڑی سی بات کو مزید کھولتا ہوں !

دیکھئے !

لکھا ہوا تو اکٹھا ہوتا ہے نا۔ " الم " یعنی "الف" الگ ہوتا ہے

" ل م " ساتھ، ہم پڑھتے اِسی طرح توڑ توڑ کے ہیں۔

ا ل م

اگر اکٹھا پڑھیں تو بنتا ہے " الم " اور الم کے معنی دُکھ، درد، مصیبت کے

ہیں۔۔یہ حسینؑ تین دفعہ '' الم '' کہتے ہیں پھر بیٹی کے سر پہ رخسار رکھ کے سو

جاتے ہیں اور مصیبت کی لذت وہی لیتا ہے جو عشق الٰہی میں ڈوبا ہوا ہو۔

میرے بزرگو، بھائیو اور عزیزو !

یہاں اِسی منظر پر مجھ سے فی البدیہ چھ 6 مصرے ہو گئے تھے۔

سناؤں ؟

اب ذہن میں رہے کہ حسینؑ پڑھ رہا ہے۔

'' الم '' مزہ لے رہا ہے '' الم '' کا

سورت کے پہلے لفظ الم نے کیا اثر

جھوے حسینؑ عشق کی لذت کو سوچ کر

پھر سو گئے تھے رکھ کے سکینہؑ کے سر پہ سر

نظارہ عجیب ہے الشمس والقمر

چھوٹی بتولؑ قلب امامت کا چین ہے

لگتا ہے ماںؑ کی گود میں سویا حسینؑ ہے۔۔۔۔(نعرہ حیدری)

ہاں۔۔!

ویسے بھی عباسؑ کا نعرہ لگنا چاہیے تھا اِس لئے کہ بتولؑ نے جب سے اِسے بیٹا

کہا۔ بتولؑ تو 9 کے ہر دکی حاکمہ ہے۔ 9 لقب ملے عباسؑ کو اور سب سے

مشہور عالم لقب جس کو سب جانتے ہی وہ ہے '' سقاء سکینہؑ ''

علیؑ سب کا '' سقاء '' ہے۔ یہ سکینہؑ کا '' سقاء '' ہے

توجہ۔۔۔!

جس کی آغوش میں حسینیت کو نیند آجائے وہ سکینہؑ ہے۔

حسینؑ بتا رہا تھا کہ یہ عکس ہے میری ماں کا اور کبھی کبھی بلاتے بھی اسی طرح تھے۔

اقبلی اُمی

امّاں ! آگے آ

حسینؑ کا '' اقبلی اُمی '' کہنا بتاتا ہے کہ میری ماںؑ کی حقیقت پوشیدہ ہے یہاں اسی لئے تو اور کہیں نہیں سوتا حسینؑ ، جب بھی آرام کرنا ہوتا ہے تو سر سکینہ کا۔ جو اماموں کو پناہ دے سکتی ہو چونکہ مہیمن کی مظہر جو ہے اور اسی کے ساتھ دُعا ہے میری کہ ذاتِ واجب تمہیں ایسے لاتعداد جشن منانا۔ سُننا اور مجھ گنہگار کو پڑھنا نصیب فرمائے۔۔۔ (آمین)

یا ابوالفضل عباسؑ

یہ کتاب سب مجھے زبانی یاد ہے

از قلم ذاکر ملازم حسین قمی

آف میانوالی

دعاءِ ظہور

یارَبِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَہُمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّوَلِیِّكَ الْحُجَّۃِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰتُكَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰبَائِہٖ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَفِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ مِنْ سَاعَاتِ لَیْلِ وَالنَّھَارِ وَلِیًّا وَّحَافِظًا وَّقَائِدًا وَّنَاصِرًا وَّدَلِیْلًا وَّعَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَہٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَّتُمَتِّعَہٗ فِیْھَا طَوِیْلًا

تسکین قلب حسینؑ

سکینہ سلام اللہ علیہا

بنت الحسینؑ